ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
47
www.tanzeem.org
23 تا 29 ربیع الاوّل 1439ھ / 12 تا 18 دسمبر 2017ء

ایمان باللہ کا حقیقی مرتبہ

ایک مکمل اسلامی زندگی کی عمارت اگر اُٹھ سکتی ہے تو صرف اُسی اقرارِ توحید پر اُٹھ سکتی ہے جو انسان کی پوری انفرادی و اجتماعی زندگی پر وسیع ہو۔ جس کے مطابق انسان اپنے آپ کو اور اپنی ہر چیز کو اللہ کی ملک سمجھے۔ اس کو اپنا اور تمام دنیا کا ایک ہی جائز مالک، معبود، مطاع اور صاحب امر و نہی تسلیم کرے۔ اسی کو ہدایت کا سرچشمہ پائے اور پورے شعور کے ساتھ اس حقیقت پر مطمئن ہو جائے کہ اللہ کی اطاعت سے انحراف، یا اس کی ہدایت سے بے نیازی، یا اس کی ذات و صفات اور حقوق و اختیارات میں غیر کی شرکت جس پہلو اور جس رنگ میں بھی ہے سراسر ضلالت ہے۔ پھر اس عمارت میں اگر استحکام پیدا ہو سکتا ہے تو صرف اسی وقت جبکہ آدمی پورے شعور اور پورے ارادے کے ساتھ یہ فیصلہ کرے کہ وہ اور اس کا سب کچھ اللہ کا ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے۔ اپنے معیار پسند و ناپسند کو ختم کر کے اللہ کی پسند و ناپسند کے تابع کر دے۔ اپنی خودسری کو مٹا کر اپنے نظریات و خیالات، خواہشات و جذبات اور اندازِ فکر کو اس علم کے مطابق ڈھال لے جو اللہ نے اپنی کتاب میں دیا ہے۔ اپنی تمام اُن وفاداریوں کو در یا بُرد کر دے جو اللہ کی وفاداری کے تابع نہ ہوں بلکہ اس کے مدِّ مقابل بنی ہوئی ہوں یا بن سکتی ہوں۔ اپنے دل میں سب سے بلند مقام پر اللہ کی محبت کو بٹھائے، اور ہر اُس بت کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنے نہاں خانہ دل سے نکال پھینکے جو اللہ کے مقابلے میں عزیز تر ہونے کا مطالبہ کرتا ہو۔ اپنی محبت اور نفرت اپنی دوستی اور دشمنی اپنی رغبت اور کراہیت، اپنی صلح اور جنگ، ہر چیز کو اللہ کی مرضی میں اس طرح گم کر دے کہ اُس کا نفس وہی چاہنے لگے جو اللہ چاہتا ہے اور اسی سے بھاگنے لگے جو اللہ کو ناپسند ہے۔ یہ ہے ایمان باللہ کا حقیقی مرتبہ۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

اس شمارے میں

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

رحمۃ للعالمین ﷺ
ہم رحمت کے مستحق کیسے بنیں؟

مطالعہ کلام اقبال

ختم نبوت کے حوالے سے دھرنا
اور حکومت کی بدنیتی

ریموٹ کنٹرول

پاکستان کے ”ہمدرد“ دانشوروں کا اجتماع

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع
2017ء کی مختصر روداد

الھدیٰ (782)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اللہ کے محبوب بندے

سُورۃُ مَریَم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:96 تا 98

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا یَسَّرۡنٰہُ بِلِسَانِکَ لِتُبَشِّرَ بِہِ الۡمُتَّقِیۡنَ وَ تُنۡذِرَ بِہٖ قَوۡمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَ کَمۡ اَہۡلَکۡنَا قَبۡلَہُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ ؕ ہَلۡ تُحِسُّ مِنۡہُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَوۡ تَسۡمَعُ لَہُمۡ رِکۡزًا ﴿۹۸﴾

آیت ۹۶ ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾﴾ ’’یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے‘ عنقریب ان کے لیے رحمٰن (لوگوں کے دلوں میں) محبت پیدا کر دے گا۔‘‘

یہ فرمان مکہ کے کٹھن حالات میں مؤمنین کے لیے ایک خوش خبری تھی کہ بلاشبہ ابھی اہل ایمان کے لیے بہت مشکل وقت ہے‘ انہیں ہر طرف سے مخالفت اور طعن و تشنیع کا سامنا ہے‘ لیکن بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جب یہی لوگ محبوبانِ خلائق ہوں گے۔

آیت ۹۷ ﴿فَاِنَّمَا یَسَّرۡنٰہُ بِلِسَانِکَ﴾ ’’تو ہم نے آسان کر دیا ہے اس (قرآن) کو آپؐ کی زبان میں‘‘

قرآن کی زبان سہل ممتنع کا خوبصورت نمونہ ہے۔ عام قرآنی عبارت سلیس اور آسان عربی زبان میں ہے۔ اس میں ثقیل اور مشکل الفاظ شاذ ہی کہیں نظر آتے ہیں۔

﴿لِتُبَشِّرَ بِہِ الۡمُتَّقِیۡنَ وَ تُنۡذِرَ بِہٖ قَوۡمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾﴾ ’’تاکہ آپؐ بشارت دیں اس کے ساتھ متقین کو اور خبردار کریں اس کے ساتھ جھگڑالو قوم کو۔‘‘

یعنی آپؐ کی دعوت کا ذریعہ اور وسیلہ‘ آپؐ کی تعلیمات کا مرکز و محور اور آپؐ کا آلۂ انقلاب یہی قرآن ہے۔ آپؐ اسی کے ذریعے سے وعظ و تذکیر کا فریضہ انجام دیں اور اسی کی مدد سے انذار و تبشیر کا حق ادا کریں: ﴿فَذَکِّرۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مَنۡ یَّخَافُ وَعِیۡدِ ﴿۴۵﴾﴾ (قٓ) ’’تو آپؐ نصیحت کرتے رہیں قرآن کے ساتھ ہر اس شخص کو جو ڈرتا ہے میری وعید سے‘‘۔ قرآن ایک مؤثر اور جامع وعظ بھی ہے اور تزکیہ نفس کے لیے شافی و کافی دوا بھی۔

آیت ۹۸ ﴿وَ کَمۡ اَہۡلَکۡنَا قَبۡلَہُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ ؕ ہَلۡ تُحِسُّ مِنۡہُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَوۡ تَسۡمَعُ لَہُمۡ رِکۡزًا ﴿۹۸﴾﴾ ’’اور ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر دیا۔ کیا آپ محسوس کرتے ہیں ان میں سے کسی کو بھی یا آپؐ سنتے ہیں ان کی کوئی بھنک بھی؟‘‘

کیا آج قومِ ثمود کی کہیں آہٹ سنائی دیتی ہے؟ یا قومِ عاد کا کوئی نام و نشان نظر آتا ہے؟ ماضی کی تمام نافرمان قوموں کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر کے نسیاً منسیاً کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ قریشِ مکہ جو آج کفر و سرکشی میں حد سے بڑھے جا رہے ہیں وہ بھی اسی انجام سے دوچار ہو سکتے ہیں۔

فرمان نبویؐ

اللہ اور مخلوق کا محبوب بندہ

عَنۡ أَبِی ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا أَحَبَّ اللّٰہُ الۡعَبۡدَ نَادَی جِبۡرِیلَ إِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَأَحۡبِبۡہُ فَیُحِبُّہُ جِبۡرِیلُ فَیُنَادِی جِبۡرِیلُ فِی أَھۡلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوہُ فَیُحِبُّہُ أَھۡلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوضَعُ لَہُ الۡقَبُولُ فِی الۡأَرۡضِ)) (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو ندا دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے لہٰذا تو بھی اس سے محبت رکھ تو جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام تمام اہل آسمان کو ندا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو دوست رکھتا ہے تم بھی اسے دوست رکھو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر دنیا میں (بھی) اس کی مقبولیت پیدا کر دی جاتی ہے۔‘‘

تشریح: اللہ تعالیٰ کا کسی بندے کو محبوب رکھنے کا مطلب دراصل اس بندے پر حق تعالیٰ کی طرف سے خیر و بھلائی اور ہدایت و فلاح کی بارش ہونا اور اس پر رحمت الٰہی کا نازل ہونا ہے۔

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

ایک عام بات جو کہی جارہی ہے وہ یہ کہ صدر ٹرمپ توقع کے عین مطابق دنیا کو فساد کی طرف دھکیل رہے ہیں بلکہ صحیح تر الفاظ میں دنیا کو آگ میں جھونک رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کا کسی بڑی جنگ کی طرف بڑھنا، اس کا الزام جب ہم صرف ایک شخصیت پر تھوپتے ہیں تو گویا یہ اُس عالمی نادیدہ حکومت کے ٹریپ میں آنا ہے جو اصلاً دنیا کو جنگ کی طرف دھکیل رہی ہے۔ امریکی انتظامیہ جو اس نادیدہ حکومت کے ایک ٹول کی حیثیت رکھتی ہے اُس نے ٹرمپ کے صدارت سنبھالنے کے بعد یہ وطیرہ اختیار کیا ہوا ہے کہ وہ دنیا کو ٹرمپ کا ہوا دکھاتے ہیں ٹرمپ کا امیج یہ بنادیا گیا ہے کہ وہ ایک ایسا شخص ہے جسے کوئی کنٹرول نہیں کرسکتا اور اُس کا خود پر کبھی کنٹرول نہیں ہے۔ وہ کسی وقت کچھ بھی کرسکتا ہے اُسے اپنے ایجنڈے کی طرف بڑھنا ہے، اُسے کوئی قائل نہیں کرسکتا کوئی روک نہیں سکتا اور امریکی انتظامیہ آئین کے تحت اپنے صدر کا حکم ماننے پر مجبور ہے۔

کلنٹن سے لے کر بش اور اوباما تک سب پر پریشر تھا کہ وہ یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کریں اور اپنا سفارت خانہ وہاں منتقل کریں۔ یہودی ان سابقہ صدور سے یہ قدم اٹھانے کا وعدہ لے چکے تھے، لیکن وہ ایسے کسی اعلان کی ہمت نہ کرپارہے تھے۔ لہٰذا ایک خبطی کو یا خبطی ہونے کی اداکاری کرنے والے ایک شخص کو امریکہ کا صدر بنایا گیا۔ امریکہ کے حقیقی دشمن یعنی چین اور روس اور امریکہ کا بندھا مارا اتحادی یعنی مغربی یورپ اس ڈراما کو سمجھ رہا ہے لیکن رسک نہیں لیا جاسکتا اس لیے کہ عالمی طاقتوں میں اگر کسی غلط فہمی یا کسی Miscal-culation کی بنا پر بھی جنگ چھڑ گئی تو دنیا چند گھنٹوں میں راکھ کا ڈھیر بن سکتی ہے۔ پھر یہ کہ فی الوقت نادیدہ حکومت اصلاً مسلمانوں بلکہ اسلام کا تیاپانچہ کرنے کے عزائم رکھتے ہیں لہٰذا چین اور روس جیسی مخالف قوتیں اس مسئلہ پر امریکہ کی مخالفت کریں گی تو سہی لیکن ایک حد تک یعنی سیاسی بیان بازی خوب ہوگی۔ سفارتی سطح پر بھی کوئی دباؤ ڈال سکتے ہیں لیکن عملی طور پر امریکہ سے بھڑ جانے سے وہ مکمل گریز کریں گے۔

اس ساری صورت حال کا ادراک رکھتے ہوئے عالمی نادیدہ حکومت نے امریکی کندھا استعمال کر کے صدر ٹرمپ سے یہ اعلان کروادیا ہے کہ وہ اپنے انتخابی وعدے کے مطابق امریکی سفارت خانہ تل ابیب سے یروشلم منتقل کرے گا۔ بات کو آگے بڑھانے سے پہلے ہم یروشلم اور بیت المقدس کی مختصراً تاریخ قارئین کے سامنے لانے کی کوشش کریں گے۔ بیت المقدس ایسٹ یروشلم میں ہے یہ شہر 4000 سال قبل از مسیح آباد ہوا تھا۔ مورخین متفق ہیں کہ آج تک باون (52) مرتبہ یہ مختلف حملہ آوروں کی زد میں آیا۔ چوالیس (44) مرتبہ اس کا قبضہ تبدیل ہوا۔ 23 مرتبہ اس کا طویل محاصرہ ہوچکا ہے اور دو مرتبہ اسے مکمل تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔ 597 ق م میں بخت نصر نے یروشلم کو تباہ و برباد کیا۔ بخت نصر عراق سے آیا تھا جس کا دارالحکومت بابل کا تاریخی شہر تھا جو اُس دور میں بہت ترقی یافتہ سمجھا جاتا تھا۔ بخت نصر نے بہت قتل وغارت گری کی اور چھ لاکھ یہودیوں کو غلام بنا کر اپنے ساتھ لے گیا۔ دوسری مرتبہ 70ء میں ٹائٹس رومی نے یروشلم کو تباہ و برباد کیا۔ یہ مشرک تھا۔ اس وقت سے یہودی دنیا میں منتشر ہونا شروع ہوگئے۔ لیکن 300ء میں رومن شہنشاہ Constantine نے عیسائیت قبول کرلی۔ عیسائی حکومت نے بھی یہودیوں پر

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

23 تا 29 ربیع الاوّل 1439ھ — جلد 26
12 تا 18 دسمبر 2017ء — شمارہ 47

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا-------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

خوب تشدد کیا اُنہیں بُری طرح مارا جس سے وہ یروشلم سے بھاگ نکلے اور وہاں گنتی کے یہودی رہ گئے تب یہودی ساری دنیا میں منتشر ہو گئے اس لیے یہ واقعہ Diaspora کے نام سے تاریخ میں درج ہے۔ گویا اب وہ مکمل طور پر منتشر ہو گئے۔ 638ء تک عیسائی وہاں قابض رہے پھر حضرت عمرؓ نے اس شہر کو فتح کیا۔ یہ فتح بغیر کسی جنگ کے ہوئی تھی۔ عیسائیوں نے اس شہر کی چابی دینے کی ایک شرط لگائی تھی کہ حضرت عمرؓ خود تشریف لائیں تاکہ ہم تصدیق کر سکیں کہ یہ وہی شخصیت ہے جس کا ذکر ہماری کتابوں میں ہے کہ وہ بیت المقدس کو فتح کرے گا۔ عیسائیوں نے حضرت عمرؓ کو پہچانا اور شہر کی چابی دے دی، لیکن یہ شرط لگائی کہ وہ یہودیوں کو اس شہر میں باقاعدہ طور پر آباد نہیں ہونے دیں گے۔ 1099ء میں جب صلیبی جنگوں کا آغاز ہوا تو یورپ کے عیسائی یروشلم پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس فرق کے ساتھ کہ مسلمانوں نے یروشلم پر قبضہ خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر حاصل کیا تھا اور امن کا عام اعلان کر دیا تھا۔ لیکن 1099ء میں جب عیسائیوں نے یہاں کا قبضہ لیا تو مسلمانوں کا وہ قتل عام ہوا کہ خود عیسائی جرنیل کہتا ہے کہ اس کا گھوڑا خون میں گھٹنوں تک ڈوب گیا تھا۔

1187ء میں صلاح الدین ایوبی نے ایک بار پھر یروشلم کو عیسائیوں کے قبضہ سے چھڑایا۔ یہ صلیبی جنگیں 1291ء میں ختم ہوئیں اور مسلمان مکمل کامیاب ہو گئے۔ 1917ء پہلی جنگ عظیم کے دوران بالفور ڈیکلیریشن ہوا۔ یہ درحقیقت اسرائیل کا نظری طور پر قیام تھا۔ یروشلم میں مسلمان، یہودی اور عیسائی تینوں آباد تھے۔ مسلمان کسی یہودی ریاست کے سخت خلاف تھے۔ 1917ء سے یروشلم میں برطانوی قبضہ تھا۔ 1948ء میں برطانوی فوج نکل گئی۔ عرب اسرائیل جنگ ہوئی اور اسرائیلیوں نے مغربی یروشلم کی چھوٹی سی جگہ پر اسرائیلی ریاست قائم کر لی۔ 1967ء میں دوبارہ عرب اسرائیل جنگ ہوئی جس میں عربوں کو شکست فاش ہوئی اور تمام یروشلم اردن کے قبضہ سے نکل کر یہودیوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ یہ مسئلہ 1948ء سے ہی U.N.O میں طے ہو گیا تھا کہ دو ریاستوں کا قیام حل ہو گا۔ لیکن حقیقت میں وہاں یہودیوں کا قبضہ ہے اور مسلمان مقبوضہ شہر کے رہائشی ہیں۔ جہاں تک بیت المقدس کا تعلق ہے۔ اُس کے ایک حصہ میں مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ (Dome of the Rock) ہیں اس دوران مذاکرات کے کئی دور ہوئے۔ اوسلو معاہدہ اور کیمپ ڈیوڈ معاہدے بھی ہوئے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیل اس کے ساتھ ساتھ اپنے پروگرام کے مطابق آگے بڑھتا رہا اور امریکہ کا بازو بھی مروڑتا رہا کہ وہ اُس کے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے اپنا اثر و رسوخ بلکہ طاقت بھی استعمال کرے۔

ہماری رائے میں 1896ء میں جب عالمی صہیونی ادارہ قائم ہوا جس نے 1897ء میں کچھ پروٹوکولز طے کیے۔ حقیقت یہ ہے کہ صہیونی عیسائی اور صہیونی یہودی (صہیونی یعنی Zionist) نے ایک شیڈول طے کر لیا تھا کہ آنے والے وقت میں اُنہوں نے مشرقِ وسطیٰ میں مسلمانوں کے خلاف کیا کیا اقدام کن اوقات میں اٹھانے ہیں اور کس طرح پہلے اسرائیل اور پھر گریٹر اسرائیل وجود میں لائے جائیں گے۔ داد دیجئے اُن کی کہ وہ شب و روز کی محنت سے اپنے ہدف کی طرف طے شدہ وقت کے مطابق پیش رفت کر رہے ہیں۔ اوسلو معاہدہ، کیمپ ڈیوڈ معاہدے صرف عربوں کو بہلانے کے لیے ہوتے رہے۔ مقصد اپنے ہدف کی طرف بڑھنے کے لیے وقت حاصل کرنا تھا۔ آج اسرائیل کی خواہش پر امریکہ نے یروشلم کو اعلانیہ طور پر اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کر لیا ہے۔ اور اپنا سفارت خانہ وہاں منتقل کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اب مسلمان ممالک میں مظاہرے ہوں گے، امریکہ کے پرچم جلائے جائیں گے، کچھ شر پسند املاک کو نقصان پہنچائیں گے۔ مسلمان حکومتیں اپنے مسلمان شہریوں کو پُر امن رکھنے کے لیے تشدد کریں گی اور اگر انتفادہ شروع ہوتا ہے تو مسلمان نوجوانوں کو ایک طرف سے اسرائیل مارے گا اور دوسری طرف مظاہرے کرنے والے مسلمانوں کو خود مسلمان حکمران ماریں گے۔ امریکہ اور اسرائیل کو آگے بڑھنے میں مزید سہولت ہو گی۔ جرم ضعیفی کی سزا ہے جو مسلمان عوام اور حکمران دونوں کو بھگتنا پڑے گی۔ اگر مسلمان حکمران اپنی حکمرانیوں کو خطرے میں ڈالنے کے لیے تیار ہو جائیں تو امریکہ و اسرائیل کا مقابلہ ایسا مشکل بھی نہیں ہے۔ کیا تمام اسلامی ممالک سے سفارتی تعلقات کا انقطاع امریکہ برداشت کر سکتا ہے۔ کیا اگر مسلمان ممالک ڈالر کو بطور کرنسی استعمال کرنے سے انکار دیں تو امریکہ اسے برداشت کر سکے گا۔ کیا امریکہ اور اسرائیل سے مسلمان ممالک تجارت بند کر دیں تو امریکہ اسرائیل کی پشت پناہی جاری رکھ سکے گا؟ اگر امت مسلمہ OIC یا کسی دوسرے نام سے واقعتاً متحد ہو جائیں اور مسلمانوں کے مفاد کے لیے یک جان اور یک آواز ہو جائیں تو کیا کوئی امریکہ اسرائیل یا بھارت مسلمانوں کا بال بیکا کر سکیں گے؟ اگر ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے تو ملت اسلامیہ آگے بڑھے اور امریکی اسرائیلی چیلنج کو قبول کرے۔ ان شاءاللہ فتح مسلمانوں کو حاصل ہو گی۔ وگرنہ تباہی و بربادی نوشتۂ دیوار ہے۔ عملی طور پر اللہ اور رسولؐ سے پیٹھ پھیر کر امتِ مسلمہ کی حالت بے لنگر جہاز کی سی ہے۔ اگر امت نے مثبت بنیادوں پر اتحاد و اتفاق نہ کیا تو مسلمان کمزور سے کمزور تر ہوتے چلے جائیں گے اور گریٹر اسرائیل ایک حقیقت اختیار کر لے گا۔ اور مسلمان کفِ افسوس ملتے رہ جائیں گے۔ ؏ ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات!

رحمۃ للعالمین ﷺ: ہم رحمت کے مستحق کیسے بنیں؟

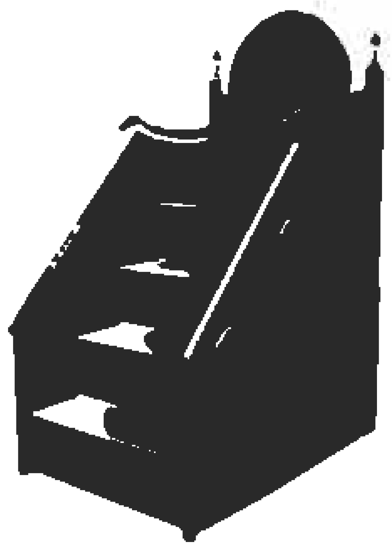

12 ربیع الاوّل کے تناظر میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے یکم دسمبر 2017ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کچھ سالوں سے پاکستان سمیت بعض ممالک میں 12 ربیع الاوّل کا دن عید میلاد النبیؐ کے طور پر منایا جانے لگا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت ہمارے ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ لیکن اس محبت کا اظہار کیسے ہو یہ ایک بہت اہم ایشو ہے۔ آج کا مطالعہ ہم ان شاء اللہ اسی حوالے سے کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں سب سے پہلے یہ حقیقت ہمارے ذہنوں میں ہونی چاہیے کہ 12 ربیع الاوّل کے دن حضور ﷺ کی وفات تو ثابت ہے۔ اس پر پوری اُمت کا اجماع ہے۔ لیکن آپ ﷺ کی تاریخ پیدائش کے حوالے سے زیادہ موثق رائے جس کی دلائل سے زیادہ توثیق ہوتی ہے وہ 9 ربیع الاوّل ہے۔ اس دور میں سیرت النبی ﷺ پر لکھی گئی مشہور ترین کتاب ''الرحیق المختوم'' ہے۔ جس کو سعودی عرب میں ''شاہ فیصل'' ایوارڈ بھی مل چکا ہے اور اس کتاب کو سیرت کے حوالے سے مستند ترین مانا گیا ہے۔ اس کے مصنف مولانا صفی الرحمان مبارکپوری ہیں اور علامہ سید سلیمان ندوی اور علامہ سلمان منصور پوری کے علاوہ دیگر بھی کئی اہل علم کی کاوشیں اس میں شامل ہیں۔ ان سب کی تحقیق یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت 9 ربیع الاول کو ہوئی تھی۔ کیونکہ تاریخی طور پر یہ زیادہ ثابت ہے۔ بعض کے نزدیک 7 ربیع الاوّل ہے۔

حضور ﷺ سے محبت ہمارے ایمان کا جزو ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ آپ ﷺ حبیب اللہ ہیں۔ آپ ﷺ کا مقام انسان کے تصور سے بھی اونچا ہے۔ ایک تو مقام رسالت ہے جو بذات خود ایک ممتاز اور عظیم مقام ہے جو آپ ﷺ کو عطا کیا گیا: ''اے نبیؐ! یقیناً ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر اور بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا۔ اور اللہ کی طرف بلانے والا اُس کے حکم سے اور ایک روشن چراغ بنا کر۔'' (الاحزاب:45،46)

تمام رسول بشیر اور نذیر بن کر آئے لیکن آنحضور ﷺ کا مقام اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ آپؐ تمام انبیاء و رسل کے سردار ہیں۔ آنحضور ﷺ کے مقام و مرتبہ کے حوالے سے قرآن مجید کا اہم ترین مقام یہ ہے جہاں فرمایا گیا:

''اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے نہیں بھیجا ہے آپ کو مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر۔'' (الانبیاء:107)

مرتب: ابو ابراہیم

یہ سب سے بڑا tribute ہے جو اللہ کی طرف سے حضور ﷺ کو عطا ہوا۔ تمام جہانوں میں عالم انسانیت کے ساتھ ساتھ عالم جنات اور عالم ملائکہ بھی شامل ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کی رحمت کا فیض سب سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ خود رحمان ہے، رحیم ہے اور حضور ﷺ کو رحمۃ للعالمین اسی نے بنایا، یہ مقام اللہ کا عطا کردہ ہے۔ لہٰذا آپؐ سے محبت کا اظہار فطری تقاضا ہے لیکن یہ اظہار کیسے ہو؟ اس کا طریقہ کیا ہے؟ یہ وہ سوال ہے جس پر ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے۔ دیکھئے! زندگی کے ہر گوشے میں ہمارے لیے اسوہ تو خود نبی اکرم ﷺ ہیں۔

''(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے'' (الاحزاب:21)

لیکن آپؐ کے ساتھ محبت وعقیدت کا اظہار کیسے کیا جائے اس کے لیے ہمیں اسوہ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں ملے گا جو حضور ﷺ کے تربیت یافتہ تھے اور قرآن مجید نے بھی جن کو سرٹیفکیٹ عطا کیا کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں یعنی راہ ہدایت پر گامزن ہیں۔

''لیکن (اے نبی ﷺ کے ساتھیو!) اللہ نے تمہارے نزدیک ایمان کو بہت محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں کے اندر سجا دیا ہے اور اُس نے تمہارے نزدیک بہت ناپسندیدہ بنا دیا ہے کفر فسق اور نافرمانی کو۔ یہی لوگ ہیں جو صحیح راستے پر ہیں۔'' (الحجرات:7)

اس کے علاوہ خود حضور ﷺ نے فرمایا: ''تم پر میری سنت کا اتباع بھی لازم ہے اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کا اتباع بھی لازم ہے''۔ ہم صحیح خطوط پر اس وقت ہوں گے جب ہم ان کے اُسوہ کی پیروی کریں گے۔ لہٰذا ہمیں دیکھنا چاہیے کہ صحابہ کرامؓ کا حضور ﷺ سے محبت کے اظہار کا طریقہ کیا تھا۔

اسی ضمن میں دوسری بات یہ بھی غور طلب ہے کہ آج ہم حضور ﷺ سے اس قدر محبت کے اظہار کے باوجود رحمت سے محروم کیوں ہیں؟ حالانکہ حضور ﷺ کو خود اللہ نے قرآن میں رحمۃ للعالمینؐ قرار دیا ہے اور اس حقیقت میں ذرا برابر شک بھی نہیں ہے کہ آپؐ سراپا رحمت ہیں اور آپؐ کی رحمت کے مظاہر سب دیکھ رہے ہیں، دشمن بھی دیکھ رہے ہیں، وفادار مسلمان بھی دیکھ رہے ہیں۔ حیوانات کے لیے بھی آپؐ رحمت ہیں۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

لیکن سوال یہ ہے کہ وہ رحمت ہمارے شاملِ حال کیوں نہیں ہے؟ بقول اقبال ؎

رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

یعنی نظر تو یہ آرہا ہے کہ ساری رحمتیں کافروں کے لیے ہیں، اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے لیے ہیں۔ یہ ماجرا کیا ہے کہ آج حضور ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کے مظاہر ہم مسلمانوں کے حوالے سے نظر نہیں آرہے۔

اس ضمن میں سب سے پہلی بات یہ جان لینی چاہیے کہ قرآن مجید کی رو سے آنحضور ﷺ کی رحمت کے مظاہر 2 ہیں:

’’وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو الہدیٰ اور دینِ حق دے کر تاکہ غالب کردے اسے کل کے کل دین (نظامِ زندگی) پر خواہ یہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔‘‘ (التوبہ:33)

اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو نوعِ انسانی کے لیے دو عظیم تحفے دے کر بھیجا جو دونوں کے دونوں سراسر رحمت ہیں اور وہ ہیں الھدیٰ اور دینِ حق۔ اس بات کا قرآن میں تین دفعہ ذکر ہے۔ الھدیٰ سے مراد قرآن حکیم ہے جو کہ اصل ہدایت ہے۔ دنیا میں ہمیں ہدایت کی انتہائی سخت ضرورت ہے۔ اس لیے کہ یہ دنیا دارالامتحان ہے جہاں ہر کسی کا امتحان ہو رہا ہے۔ کسی کو زیادہ دے کر آزما رہا ہے تو کسی کو کم دے کر، کسی پر نعمتوں کی بارش ہے تو کسی کو برے حالوں میں آزمایا جارہا ہے۔ یہ سب آزمائش کی مختلف شکلیں ہیں۔ اس آزمائش میں ناکامی بہت بڑی اور دائمی ناکامی ہے جسے کوئی بھی افورڈ نہیں کرسکتا۔ ہم دنیا کی چھوٹی چھوٹی ناکامیوں سے بچنے کے لیے کتنے جتن کرتے ہیں۔ اچھے سے اچھے ٹیوٹر کا انتظام کرتے ہیں، گائیڈ بکس تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کی ناکامی آخرت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں اگر امتحان میں رہ بھی گئے تو ذرا کم تر لیول کی زندگی گزار لیں گے بلکہ اکثر لوگ جو امتحان میں رہ جاتے ہیں وہ بزنس میں جاتے ہیں تو بڑے بڑے پڑھے لکھے ان کے انڈر کام کر رہے ہوتے ہیں اور وہ ان کے مقابلے میں بہت زیادہ دنیوی نعمتیں حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ چنانچہ دنیا کی ناکامی کوئی معنی نہیں رکھتی اس بڑی ناکامی کے مقابلے میں جو دائمی ہے۔ جبکہ کامیابی صرف ایک ہی ہے کہ اس ہولناک ناکامی یعنی جہنم سے چھٹکارا مل جائے اور اس کے لیے ہمیں ہدایت اور راہنمائی کی شدید ضرورت ہے۔ چنانچہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں رحمۃ للعالمین ﷺ کے ذریعے قرآن کی صورت میں ہدایت کا عظیم تحفہ عطا کیا:

’’اے لوگو! آگئی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے اور تمہارے سینوں (کے امراض) کی شفا اور اہلِ ایمان کے لیے ہدایت اور (بہت بڑی) رحمت۔ (اے نبی ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ یہ (قرآن) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے (نازل ہوا) ہے تو چاہیے کہ لوگ اس پر خوشیاں منائیں! وہ کہیں بہتر ہے ان چیزوں سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔‘‘ (یونس:57،58)

اکثر دو چیزوں کے لیے دعا زیادہ کی جاتی ہے۔ اللہ ہم پر فضل فرما دے، اللہ ہم پر رحمتوں کی بارش برسا دے۔ چنانچہ سب سے بڑا فضل بھی قرآن ہے اور سب سے بڑی رحمت بھی قرآن ہے۔

﴿اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝﴾ ’’رحمٰن نے قرآن سکھایا۔‘‘ (الرحمٰن)

چنانچہ یہ ہے زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑا تحفہ جو اس اللہ نے ہمیں عطا کیا ہے جس کی صفت رحمانیت ہے۔ ہمیں اتنی اعلیٰ گائیڈ بک مل گئی ہے جس کے مطابق ہم عمل کریں تو دنیا کی اس آزمائش میں کامیابی حاصل کرتے ہوئے آخرت کی دائمی ناکامی سے بچ سکتے ہیں۔ اسی لیے حالانکہ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح اور فتح مکہ بھی بہت بڑی کامیابیاں تھیں لیکن اللہ نے کسی بھی موقع پر خوشیاں منانے کا حکم نہیں دیا لیکن قرآن اتنی بڑی اور واحد نعمت ہے جس کے ملنے پر اللہ خوشیاں منانے کا حکم دے رہا ہے۔ محمد رسول ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کا سب سے بڑا مظہر قرآن ہے لیکن ہم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ جزدان میں لپیٹ کر بالائے طاق رکھ دیا کہ ہمیں نہیں چاہیے یہ رحمت۔ یعنی جو اصل

پریس ریلیز 8 دسمبر 2017ء

امریکی سفارت خانہ یروشلم منتقل کرنا عالم اسلام کے لیے تشویش اور رنج وغم کا باعث ہے

یہودی امریکی مدد سے گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں

عالم اسلام کو متحد ہو کر امریکہ کا سفارتی اور تجارتی بائیکاٹ کرنا چاہیے

حافظ عاکف سعید

امریکی سفارت خانہ یروشلم منتقل کرنا عالم اسلام کے لیے تشویش اور رنج وغم کا باعث ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ سابق امریکی صدور پر بھی کانگرس اور صیہونی یہودیوں کا دباؤ تھا کہ وہ یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کر کے وہاں امریکی سفارت خانہ منتقل کریں لیکن وہ عالم اسلام کے متوقع ردعمل کی وجہ سے ایسا نہ کرسکے اب یہ کام ایک خبطی صدر سے کروالیا گیا ہے۔ جس سے دنیا بھر میں مسلمانوں کے جذبات شدید مجروح ہوئے ہیں۔ یہودی درحقیقت امریکی مدد سے گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے بڑی منصوبہ بندی سے آگے بڑھ رہے ہیں جبکہ عرب مسلمان بڑی بُری طرح پسپا ہو رہے ہیں۔ یہ ان کی دین اسلام سے بے وفائی کا نتیجہ ہے۔ عالم اسلام میں کوئی حکمران ایسا نہیں جو اسلام دشمن قوتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرسکے صرف ترکی کے صدر اردگان کچھ جرأت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ عالم اسلام کو متحد ہو کر امریکہ کا سفارتی اور تجارتی بائیکاٹ کرنا ہوگا۔ اور جرأت مندی سے دشمنوں کا مقابلہ کرنا ہوگا وگرنہ تباہی و بربادی نوشتہ دیوار ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

رحمت ہے اس کی طرف ہم متوجہ ہی نہیں ہیں، اس سے تو پیٹھ پھیرے بیٹھے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر۔ حالانکہ ہم رحمت کے مستحق تو تب بن سکتے ہیں جب ہم قرآن کے حقوق ادا کریں۔ یعنی سب سے پہلے اس پر یقین کے درجے والا ایمان ہو کہ یہ اللہ کی کتاب ہے۔ اگر وہ ہوگا تو پھر قرآن کے ساتھ ہمارا رویہ بدل جائے گا۔ پھر حقیقت میں یہ سب سے بڑی نعمت محسوس ہوگی۔ پھر قرآن کو پڑھنا، سمجھنا، اس پر عمل کرنا اور اس کو پوری نوع انسانی تک پہنچانے کے لیے بھاگ دوڑ اور جدوجہد کرنا، یہ بھی ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ لیکن ہم بھولے بیٹھے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ رحمتیں کہاں ہیں؟

آنحضور ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کا دوسرا بڑا مظہر دین حق ہے۔ یعنی وہ دین جو عدل وانصاف پر مشتمل ہے۔ عام طور پر لوگوں کو اس کا شعور نہیں ہے کہ اس سے مراد کیا ہے اور الھدیٰ اور دین حق میں کیا فرق ہے۔ قرآن مجید الھدیٰ ہے جس کا سارا فوکس اس پر ہے کہ ایک فرد کس طرح کی زندگی گزارے کہ وہ آخرت کی دائمی ناکامی سے بچ جائے۔ اس کے لیے پھر ایک ایسا نظام بھی دنیا میں قائم ہونا چاہیے کہ جس میں اللہ تعالیٰ ہی کا فیصلہ نافذ ہو۔ کیا چیزیں ہیں جو معاشرے میں ممنوع ہیں، کن کی اجازت ہے، قانون کیا ہوگا، سزائیں کیا ہوں گی، معاشی، سیاسی اور معاشرتی نظام کیا ہوگا، دین حق میں ان سب چیزوں کی تشریح کر دی گئی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ریاست کی سطح پر بھی ایک پورا نظام زندگی اپنے آخری نبی ﷺ کے ذریعے ہمیں عطا کر دیا جو ہر لحاظ سے آئیڈیل اور مکمل ہے۔

''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے'' ''اور تم پر اتمام فرما دیا ہے اپنی نعمت کا''۔ (المائدہ:3)

یعنی دین کی بھی تکمیل ہوگئی اور ہدایت بھی مکمل کر دی گئی۔ لہٰذا اب قیامت تک یہی دین ہے۔ یہ دو عظیم تحفے ہیں جو رحمۃ للعالمین ﷺ کے ذریعے نوع انسانی کو عطا ہوئے۔ لیکن آج مسلمان خود ان سے بیگانہ ہو کر مستغنی ہو چکا ہے۔ 57 اسلامی ممالک میں سے کسی ایک میں بھی اللہ کا دین نافذ نہیں ہے۔ پاکستان میں اوّل تو پہلے ہی اللہ کا نظام نہیں ہے، اگر تھا بھی تو اسے اب دستور سے نکالا جا رہا ہے اور آسمان امریکہ سے وحی آتی ہے کہ اس کی جگہ اب یہ بل لاؤ۔ اللہ کے دین سے اس قدر بے وفائی اور غداری کے ہم مرتکب ہو رہے ہیں اور پھر شکوہ کرتے ہیں اللہ کی رحمت کا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا مسلمان اللہ کی رحمت کا مستحق نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کی سنت بھی ہے کہ جو کافر ہیں ان کو تو وہ موقع دیتا ہے کہ ٹھیک ہے دنیا میں پھلے پھولے، جو مرضی کرے، ان کا اصل انجام آخرت میں ہوگا۔ لیکن کوئی مسلمان قوم اگر اللہ کے دین سے غداری کرے تو پھر اللہ کی طرف سے اس پر ذلت ومسکنت کا عذاب دنیا میں بھی تھوپ دیا جاتا ہے جبکہ آخرت کا عذاب الگ ہے۔ جیسے ایک زمانے میں بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے شریعت عطا ہوئی تھی، وہی شریعت چلتی رہی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سینکڑوں انبیاء آئے۔ لیکن جب بھی بنی اسرائیل نے دین سے بغاوت کی اور اللہ کی کتاب سے اپنا ناتا توڑا تو ان پر بھی اسی دنیا میں اللہ کی طرف سے عذاب کے بڑے بڑے کوڑے برسے۔ یہاں تک کہ دو مواقع ایسے آئے کہ ان کے لاکھوں افراد قتل ہوئے اور دونوں دفعہ ان کے خانہ کعبہ یعنی بیت المقدس کو مسمار کیا گیا اور دشمنوں نے اس کی بنیادیں تک کھود ڈالیں۔ وہی ذلت ومسکنت کا عذاب آج مسلمانوں پر مسلط ہے۔ ہماری ذلت کا یہ عالم ہے کہ انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر جائیں گے تو اپنا گرین پاسپورٹ دکھاتے ہوئے شرمائیں گے کہ پتا نہیں کیا کچھ سننا پڑ جائے گا۔ یہ ذلت کا نشان ہے اور مسکنت یہ ہے کہ بہت کچھ ہونے کے باوجود بھی بالکل بے بس اور لاچار ہیں کہ کچھ کر نہیں پا رہے۔ پونے دو ارب آبادی ہے مگر حیثیت صفر ہے اور دشمن جیسے چاہتا ہے حملہ کرتا ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں ساری دنیا میں مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ برما میں روہنگیا مسلمانوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ شام میں کیا ہوا ہے؟ ہمارے پاس ایٹم بم ہے لیکن ہمارے دلوں پر دشمن کی اس قدر ہیبت طاری ہو چکی ہے کہ ہم دنیا کے بدلے میں دین سے دستبردار ہونے کو تیار ہیں۔

چنانچہ آج ہم اسلاف کے کارناموں کا ذکر کرتے ہیں کہ

دشت تو دشت ہیں، صحرا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

پھر اسی بناء پر اللہ سے شکوہ کرتے ہیں کہ آج ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس کا جواب خود اقبال نے جواب شکوہ میں دیا۔

تھے تو آباء وہ تمہارے ہی، مگر تم کیا ہو؟
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو!

پھر اسی جواب شکوہ میں اقبال نے نوید بھی سنائی ہے کہ

عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تری
میرے درویش! خلافت ہے جہاں گیر تری
ماسوا اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری

تم اگر اپنا راستہ آج بھی صحیح کر لو۔ یعنی اللہ ورسول ﷺ کی وفاداری شروع کر دو تو اللہ کی رحمت تمہارے شامل حال ہو جائے گی اور وہ وقت آئے گا کہ بالآخر خلافت تمہیں ملے گی اور دنیا میں غلبہ واقتدار ملے گا اور وہ گلوبل ہوگا۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

ایک اور جگہ فرمایا۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

قرآن آپؐ کے ذریعے دیا گیا، دین آپؐ کے ذریعے دیا گیا، ہدایت کا ذریعہ آپؐ کو بنایا گیا، اُسوہ کامل آپؐ کو قرار دیا گیا۔ لہٰذا آنحضور ﷺ سے محبت کے حوالے سے قرآن کی یہ گواہی موجود ہے کہ

''(اے نبی ﷺ!) کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا'' (آل عمران:31)

یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم سے محبت کرے تو راستہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کا اتباع کرو۔ ورنہ چاہے جتنی بڑی سے بڑی میلاد کانفرنسیں منعقد کر لیں اور کروڑوں روپے خرچ کر کے بھی جشن منا لیں، اگر اتباع نہیں ہے تو پھر یہ سب بولہبی ہے۔ اس حوالے سے خود نبی کریم ﷺ کا فرمان فکر انگیز ہے: ''آپؐ نے فرمایا کہ میری اُمت کا ہر شخص جنت میں داخل ہوگا سوائے اس کے جو خود ہی انکار کر دے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون بدبخت ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے (جنت سے) انکار کیا''۔

آج ہم بھی رحمۃ للعالمین ﷺ کی رحمت کے مظاہر سے خود منہ موڑے بیٹھے ہیں کہ ہمیں نہیں چاہیے رحمت۔ لہٰذا ذلت ومسکنت ہمارا مقدر بنی ہوئی ہے۔ اگر ہم واقعی رحمت کے طلبگار ہیں تو پھر ہمیں آج کے دن ہی یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ ہمیں حضور ﷺ کے بتائے ہوئے رستے پر چلنا ہے۔ اللہ ورسول ﷺ کی وفاداری کو اپنا شعار بنانا ہے۔ اگر مسلمان یہ رویہ اختیار کر لیں تو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی انہیں غلبہ عطا کرے گا، عزت وسربلندی بھی عطا کرے گا جیسے کہ پہلے بھی اس نے عطا کی تھی اور یہ اس کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابیوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

مردِ حُر

5

17 در جہانِ بے ثبات او را ثبات	مرگ او را از مقاماتِ حیات!

اس فانی دنیا میں صرف اس (مردِحر) کو ثبات (وبقا) ہے کہ اس کے لیے موت زندگی کا خاتمہ نہیں زندگی کے مقامات میں سے ایک مقام ہے (جس کے بعد اور بہت سے مقامات ہیں)

18 اہلِ دل از صحبتِ ما مضمحل	گل ز فیضِ صحبتش دارائے دل

اہل دل ہم (جیسے لوگوں کی) رفاقت سے کمزور ہوتے ہیں اُس (مردِحر) کے فیض صحبت سے (ہم جیسے) مٹی کے بنے بے عمل انسان بھی اہل دل ہو جاتے ہیں

19 کارِ ما وابستۂ تخمین و ظن	او ہمہ کردار و کم گوید سخن

ہمارا روزمرہ کا کام اندازوں اور تخمینوں (باتیں بنانے) پر مبنی ہوتا ہے جبکہ مردِحر کردار (جذبہ عمل) کا نمونہ اور باتوں میں کم وقت ضائع کرنے والا ہوتا ہے

20 ما گدایاں کوچہ گرد و فاقہ مست	فقرِ او از لا الٰہ تیغے بدست

(مغرب کی غلامی میں) ہم گلیوں میں پھرنے والے بھکاری اور فاقہ مست رہتے ہیں اس کا فقر (مغرب سے پنجہ آزمائی کے لیے) ہاتھ میں لا الٰہ کی تلوار لیے ہوئے ہے

17۔ اپنی ذاتی اغراض اور دنیاوی لذات اور کام و دھن کے لیے زندگی گذارنا زندگی کا ایک رُخ ہے جبکہ اعلیٰ نصب العین کے ساتھ زندگی گذارنے والا، مسلمان قوم کو (کم بخت) مغربی صیہونی سامراج کی غلامی سے نجات دلانے کا مقصد رکھنے والا شخص 'مردِحُر' بہت اعلیٰ انسان ہوتا ہے۔ اس جہانِ فانی میں جو انسان آیا ہے، اس کو بہرحال یہاں سے جانا ہے 'کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ' اس روئے ارضی پر رہنے والا ہر انسان فانی ہے۔ القرآن (26:55) مگر اس دارِفانی سے جو شخص اعلیٰ مقصد کے حصول یا مسلمانوں کی آزادی یا اسلامی انقلاب یا خلافت راشدہ کے قیام کی جدوجہد کرتا ہوا جاتا ہے، دونوں 'الوداعی کیفیات' میں زمین و آسمان کا فرق ہے 'مردِحُر' بھی چلا جاتا ہے مگر مر کر بھی دوام اور ثبات پاتا ہے اور اس زندہ انسان (مردِحُر) کی موت کو بھی طویل انسانی زندگی کے مقامات میں ایک مقام کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ فیض کے ایک شعر میں ایک حرف کے لفظی فرق کے ساتھ اس حقیقت کا یوں ذکر ہے۔

جس دھج سے کوئی مقتل 'سے' گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

18۔ مردِحُر ایمانِ حقیقی کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے اس کا ضمیر زندہ ہوتا ہے اس کا دل بقول حضرت سلطان باہو ؒ 'چودہ طبق دلے دے اندر تنبو وانگن تانے ہُو' کا آئینہ دار ہوتا ہے اور جامِ جمشید سے کہیں زیادہ تفصیل سے کائنات کی عکاسی کر رہا ہوتا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ ایسے اہل دل جب دنیا دار علماء وصوفیاء ورہبران میں گھر جاتے ہیں تو ان کے دل مضمحل ہو جاتے ہیں اور جب کوئی عام انسان (باصلاحیت مخلص مسلمان) ان اہل دل سے ملتا ہے تو مٹی کو 'زندہ دل' بنا دیتے ہیں اور ان کے اندر جذبہ حریت بھر دیتے ہیں۔

19۔ عام طور پر کسی چلتے کام کو جانچنا اعداد و شمار اور اسباب و وسائل کے گرد گھومتا ہے اور ہم موجودہ اعداد و شمار سے ہی مستقبل کو forecast کرتے ہیں جبکہ باہمت لوگ اور مشنری زندگی گذارنے والے 'مردانِ حُر' وسائل کے ساتھ ایمان باللہ اور اللہ تعالیٰ کی نصرت پر یقین رکھتے ہیں۔ مردانِ حُر کی اصل طاقت ان کے مشن اور مقصد حیات کی صداقت ہوتی ہے ان کے مشن کی انسان دوستی اور اخلاق دوستی ہی اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور وہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ بقول علامہ اقبال ؎

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

20۔ آج اُمت مسلمہ کے دانشور اور elite طبقہ مغرب کی غلام گردشوں میں بھکاری بن کر جاتا ہے وہاں کے نائٹ کلبوں کی سیر کرتا ہے وہاں کی بے لباس، بے حیا اور اخلاق سے عاری moralless (Valueless &) سیکولر نظامِ تعلیم کے نظاروں سے آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے اور اپنے ملک کے تعلیمی اداروں میں اسی نظامِ تعلیم کو رائج کرنے کے لئے زور لگاتا ہے اور اسی میں خوش ہے۔ مغربی ممالک میں تعلیم کے فروغ کے نام پر (alumni) وظائف جاری کرتا ہے اور یوں اُمت مسلمہ کا اعلیٰ دماغ مغرب زدہ ہو رہا ہے۔ جبکہ آزادی کے متوالے مردانِ حُر کبھی خدا ناشناس وخدا بیزار، وحی دشمن اور اخلاق دشمن اقدار کے مدّاح ہو ہی نہیں سکتے وہ تو 'لا الٰہ' کی تلوار سے آسمانی ہدایت کے خلاف ہر کوشش کو ختم کرنے کے لئے ہر دم چوکس و بیدار رہتے ہیں۔

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بُو
آنکہ از خاکش بروید آرزو!
یاز نورِ مصطفیٰ اُو را بہاست!
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ ؐ است

نااہل آدمی کو پارٹی کا صدر بنانے کے لیے قانون ایک ہی دن میں پاس بھی ہو گیا اور اس پر صدر کے دستخط بھی ہو گئے لیکن ختم نبوت کے قانون میں ترمیم کو واپس لینے میں حکومت ٹال مٹول کرتی رہی: ایوب بیگ مرزا

حکومت پر توہین رسالت اور ختم نبوت کے قوانین میں نرمی کے حوالے سے عالمی قوتوں کا پریشر پہلے سے موجود تھا لہٰذا اس نے دیکھا کہ یہ موقع اچھا ہے کہ جہاں سارے حلف نامے اقرارناموں میں بدل رہے ہیں وہاں ختم نبوت کے حوالے سے حلف نامے کو بھی اقرار نامے میں بدل دیتے ہیں: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

ختم نبوت کے حوالے سے دھرنا اور حکومت کی بدنیتی کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: تحریک لبیک یارسول اللہ ﷺ کے کامیاب دھرنے کے بعد حکومت نے پسپائی اختیار کرتے ہوئے زاہد حامد کا استعفیٰ منظور کرلیا ہے۔اس سے کیا ثابت ہوتا ہے کہ ختم نبوت کی شقوں میں تبدیلی واقعی سوچی سمجھی واردات تھی اور اس پر کب سے کام شروع ہوا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہم تاریخ پڑھتے ہیں لیکن اس سے کوئی سبق نہیں سیکھتے۔ختم نبوت کا مسئلہ اتنا حساس ہے کہ اس کے بارے میں ہر شخص کو بہت محتاط ہونا چاہیے۔ یہاں انگریزوں نے 200 سال حکومت کی لیکن اس مسئلے کو انہوں نے اپنے زمانے میں نہیں چھیڑا۔کیونکہ وہ جانتے تھے کہ کوئی بھی مسلمان چاہے وہ کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو لیکن اس کے دل میں نبی اکرم ﷺ کا تقدس اور محبت بہت زیادہ ہے۔جن غیر مسلموں نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہے، انہوں نے جب آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیا تو ان کے دلوں میں بھی آپؐ کی محبت پیدا ہو گئی چاہے وہ اسلام لائے ہوں یا نہ لائے ہوں۔ڈاکٹر مائیکل ہارٹ نے حالیہ صدی میں تاریخ مرتب کی جس میں اس نے ان 100 لوگوں کی لسٹ مرتب کی جنہوں نے تاریخ کے دھارے کا رخ بدلا ہے، اس میں پہلے نمبر کے لیے اس نے نبی اکرم ﷺ کی شخصیت کا انتخاب کیا اور اس کی اس نے وجوہات بھی بیان کیں۔تو نبی اکرم ﷺ کی تاریخ میں جو حیثیت ہے وہ بہت اعلیٰ وارفع ہے۔قرآن حکیم میں اللہ کی گواہی موجود ہے کہ:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴﴾ (القلم) ''اور آپؐ یقیناً اخلاق کے بلند ترین مرتبے پر فائز ہیں۔''

لیکن معلوم نہیں ہمارے حکمران اس بات کو کیوں نہیں سمجھتے۔1953ء میں بھی جب قادیانی مسئلہ اُٹھا تو اس میں حالات اس نہج پر پہنچ گئے کہ پنجاب میں مارشل لاء لگانا پڑا۔پھر 1974ء میں جب حالات خراب ہوئے تو بھٹو جیسے لبرل اور سیکولر آدمی کے ہاتھوں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔مجھے نہیں معلوم کہ اس حکومت کو کیوں سمجھ میں بات نہیں آئی۔حالیہ واقعے کی تاریخ بڑی سادہ سی ہے۔ 2013ء کے الیکشن کے نتائج پر جب شور مچا کہ دھاندلی

مرتب: محمد رفیق چودھری

ہوئی ہے تو اس کے بعد انتخابی قوانین میں اصلاحات کی ضرورت محسوس کی گئی۔اس حوالے سے 2014ء میں ایک قائمہ کمیٹی بنی جس میں تمام پارٹیوں کی نمائندگی موجود تھی لیکن جس پارٹی کی زیادہ سیٹیں ہوتی ہیں اس کے زیادہ اراکین ہوتے ہیں۔لہٰذا ہوا یہ کہ بجائے انتخابی اصلاحات کے انہوں نے الیکٹورل رولز میں موجود حلف نامہ اور دوسری چیزوں کو تبدیل کرنا شروع کر دیا۔حالانکہ الیکشن کمیشن کے نمائندے نے ان کو کہا بھی کہ جو تبدیلیاں آپ لوگ کر رہے ہیں ان کا انتخابی اصلاحات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔لیکن انہوں نے تمام حلف ناموں کی جگہ اقرار نامہ لکھنا شروع کر دیا تاکہ کوئی حلف نامہ نہ دینا پڑے۔ حلف نامے اور اقرار نامے میں ایسا ہی فرق ہے جیسے ایک شخص قسم کھا کر بیان دے اور ایک ویسے بیان دے دے۔ جب کوئی حلف اُٹھاتا ہے تو وہ پورے ہوش وحواس سے اور سوچ سمجھ کر اُٹھاتا ہے۔الیکشن کمیشن میں ایک حلف نامہ ختم نبوت کے حوالے سے بھی دینا پڑتا تھا کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر یقین رکھتا ہوں۔چونکہ حکومت پر توہین رسالت اور ختم نبوت کے قوانین میں نرمی کے حوالے سے عالمی قوتوں کا پریشر پہلے سے موجود تھا لہٰذا انہوں نے دیکھا کہ یہ موقع اچھا ہے کہ جہاں سارے حلف نامے اقرار ناموں میں بدل رہے ہیں وہاں ختم نبوت کے حوالے سے حلف نامے کو بھی اقرار نامے میں بدل دیتے ہیں۔مزید براں انہوں نے 7b اور 7c کو بھی نکال دیا۔

ایوب بیگ مرزا: آپ نے واردات کا لفظ بالکل درست استعمال کیا ہے۔اس قائمہ کمیٹی میں 39 افراد تھے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سارے افراد مجرم ہیں لیکن پہلی بات یہ ہے کہ اس کا آغاز کہاں سے ہوا؟ وزارت قانون پورا بل بنا کر کمیٹی کے ارکان کے سامنے رکھتی ہے جس پر کمیٹی کے ارکان اس کی منظوری دیتے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلا جرم تو وزارت قانون نے کیا۔اس کے بعد 39 افراد نے جو غفلت کی، کچھ نے لاپرواہی کی، کچھ نے جان بوجھ کر کیا تو ان کو بھی سزا ملنی چاہیے۔لیکن اس میں اصلی مجرم حکومت ہے۔جس کی وزارت قانون نے وہ پلندہ بنا کر ان کے آگے رکھا۔اعجاز الحق کا بیان آیا کہ یہ پورا پلندہ کون پڑھتا ہے، میں بھی اس کمیٹی کا ممبر تھا، ہمیں تو اس حوالے سے سرپرائز کیا جاتا ہے۔لیکن ہمارے خیال سے اگر انہوں نے نہیں پڑھا تو وہ بھی اس کام میں شامل ہیں لہٰذا وہ بھی مجرم ہیں۔اصل میں اس کمیٹی کے چیئرمین اسحاق ڈار تھے لیکن ان کے پاس وقت نہیں ہوتا اس لیے انہوں نے کمیٹی کا چارج زاہد حامد کے حوالے کیا ہوا تھا جو اس کمیٹی میں ان کے نائب تھے۔باوثوق ذرائع سے پتا چلا ہے کہ راجہ ظفر الحق نے زاہد حامد کو منع کیا تھا کہ اس کام سے باز آجاؤ، کیونکہ قائمہ کمیٹی کے لوگ بھی اعتراض کریں

گے۔اس نے کہا کہ قائمہ کمیٹی سے تو میں نے بڑی کامیابی سے پاس کروالیا ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت کی گئی واردات ہے تاکہ قادیانیوں کے لیے جگہ بنے۔اصل میں ہمارے حکمران خاص طور پر یہ بات آج تک نہیں سمجھ سکے کہ ۔

باخدا دیوانہ باشد بامحمدؐ ہوشیار!

ان کو یہ بات نہ 1953ء میں سمجھ آئی ، نہ 74ء میں، نہ 77ء میں اور نہ ابھی تک سمجھ میں آئی ہے۔

سوال: اس پوری صورت حال کے بعد ایک دینی جماعت تحریک لبیک یارسول اللہ ﷺ آگے بڑھی اور انہوں نے باقاعدہ احتجاج کیا۔ان کے مطالبات درست تھے،ان کو اسلام آباد میں جانے دیا گیا، وہاں ان کا دھرنا کئی دن جاری رہا،حکومت نے پھر یہ سب کچھ کیوں ہونے دیا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ معاملہ 3 نومبر سے شروع ہوا۔شروع میں اس کو lightly لیا گیا۔حکومت یہی سمجھ رہی تھی کہ یہ دھرنا کتنے دن چلے گا؟ سردی ہے، بارش ہے لہٰذا لوگ اٹھ کے بھاگ جائیں گے۔بارشیں بھی ہوئیں لیکن وہ بیٹھے رہے۔ان کی تعداد ایک ہزار تھی یا اس سے کچھ زیادہ تھی لیکن انہوں نے استقامت دکھائی اور ان کا لیڈر کسی خصوصی کنٹینر میں نہیں بیٹھا بلکہ وہ بھی عوام کے ساتھ ہی بیٹھا رہا ہے۔حکومت نے شروع میں ان کو بالکل لفٹ ہی نہیں کرائی۔ پھر جب ایکشن کے بارے میں سوچا گیا تو دارالحکومت والے سوچ رہے تھے کہ پنجاب حکومت نمٹے گی اور پنجاب حکومت دارالحکومت والوں کی طرف دیکھ رہی تھی کہ وہ ایکشن کریں گے۔نتیجہ میں دونوں ناکام ہوئے۔

ایوب بیگ مرزا: آپ قانون میں ترمیم کی منظوری اور دھرنے کے درمیان کے ایک مرحلے کو مس کر گئے ہیں اور وہ یہ تھا کہ دینی جماعتوں اور عوام کے پریشر کی وجہ سے حکومت نے پہلے اعلان کر دیا کہ ہم ترمیم واپس لے لیں گے لیکن کئی دن تک یہ اعلان ہی رہا،یعنی حقیقت میں وہ واپس لینا ہی نہیں چاہ رہے تھے۔بالآخر جب واپس لیا تو 7b اور 7c کو پھر بھی واپس نہیں لیا۔آپ غور کریں کہ ہر قدم پر حکومت کی بدنیتی نظر آتی ہے جس کی وجہ سے پھر دھرنا ہوا۔یعنی یہ ٹال مٹول کر رہے تھے تاکہ معاملہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جائے اور ترمیم جوں کی توں رہے۔

آپ دیکھئے کہ نااہل آدمی کو پارٹی کا صدر بنانے کے لیے قانون ایک ہی دن میں پاس بھی ہو گیا اور اس پر صدر کے دستخط بھی ہو گئے۔لیکن ختم نبوت کے قانون میں کی گئی ترمیم کو واپس لینے کا اعلان تو ہوا لیکن اس کا نوٹیفکیشن پھر بھی جاری نہیں کیا گیا۔ظاہر ہے وہ جاری ہوتا تو صدر دستخط کرتا۔اصل میں حکومت عوامی دباؤ کا جائزہ لے رہی تھی کہ اگر لوگ اس ترمیم کو بھول جائیں گے تو ہم اس کو واپس نہیں لیں گے۔یعنی ان کی نیت میں فتور تھا۔لیکن جب دھرنا ہوا تو پھر ان کو یہ کرنا پڑا۔

سوال: جن لوگوں نے دھرنا دیا انہوں نے بالکل درویشی اختیار کی۔بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ جس پُرامن احتجاج کی بات کرتے تھے کیا یہ دھرنے والے اس پر پورے اترے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میری رائے میں یہ سب کچھ ایک پلان کے تحت ہوا ہے۔کیونکہ مسلم لیگ ن کا سربراہ قانون کی گرفت میں آیا ہوا ہے تو باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت ایک پوری کہانی گھڑی گئی ہے۔اس کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ حکومت نے شروع میں اس دھرنے کو سپورٹ کیا ہے۔یعنی جس طرح عمران خان اور طاہر القادری کے دھرنوں کے خلاف انہوں نے رکاوٹیں کھڑی کی تھیں،اس طرح کی کوئی کارروائی حکومت نے نہیں کی اور دھرنے کو جاری رہنے دیا اور صورت حال کو جان بوجھ کر بگاڑتے رہے۔پھر جب ایکشن کیا تو ادھورا کیا۔میں اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ پولیس کو اگر مکمل اختیار دے دیا جاتا کہ تم نے دھرنا ختم کرنا ہے،تو وہ دھرنا ختم نہ کر سکتی۔یعنی جان بوجھ کر ادھورا ایکشن کیا گیا اور اس کے بعد 245 کے تحت فوج کو طلب کر لیا گیا۔ان کی خواہش یہ تھی کہ فوج دھرنے والوں پر گولی چلائے اور یہ عوام اور فوج کا معاملہ بن جائے اور ہم بیچ میں سے نکل جائیں۔ظاہر ہے فوج ان پر گولی چلائے گی تو عوام یہی سمجھے گی کہ فوج نے ان لوگوں پر گولی چلائی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کی حرمت کے لیے بیٹھے ہوئے تھے۔میرے خیال کے مطابق ن لیگ نے فوج کے خلاف باقاعدہ ایک سازش کی اور فوج اور عوام کو لڑانے کی کوشش کی تاکہ جوان کا اپنا موقف ہے کہ اس ملک میں ہر برائی فوج کرتی ہے تو اس کی تائید ہو سکے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہماری پولیس پہلے بہت بدنام تھی کہ جو سخت ایکشن لینے پر آتی ہے تو بہت برا حشر کرتی ہے لیکن ماڈل ٹاؤن کے حادثے کے بعد پولیس بھی کافی محتاط ہو گئی ہے۔ ماڈل ٹاؤن کے واقعے کے بعد سیاستدانوں نے سارا ملبہ پولیس پر ڈال دیا تھا جس کی وجہ سے اب پولیس کے افسر بھی اس طرح کا آرڈر دینے کو تیار نہیں۔یہی وجہ ہے کہ حالیہ دھرنے میں جب ایکشن کیا گیا تو دھرنے والوں نے جوابی پتھراؤ کیا اور باقاعدہ ایک لڑائی ہوئی جس میں زیادہ لوگ ایجنسیز کے زخمی ہوئے۔

ایوب بیگ مرزا: ویسے میں عرض کر دوں کہ پولیس کو ماڈل ٹاؤن کے واقعے کے بعد discourage نہیں ہونا چاہیے تھا کیونکہ ماڈل ٹاؤن کے واقعے میں جتنے پولیس آفیسر شامل تھے ان سب کی ترقیاں ہوئی ہیں۔

> اہل مغرب کو قادیانیوں سے پیار ہے اور نہ وہ مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں بلکہ انہیں پاکستان کا اسلامی تشخص قبول نہیں۔اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان بھی اک ایسا ہی سیکولر اور لبرل ملک بن جائے جیسے ان کے اپنے ممالک ہیں۔جہاں ہر طرح کی آزادی ہو اور مذہب اس میں رکاوٹ نہ بنے۔

آصف حمید: اس پورے معاملے کا اصل مقصد یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ عالمی قوتوں کو دکھا دیا جائے کہ یہاں ان قوانین کی تبدیلی ہمارے لیے ممکن نہیں ہے۔ہم آپ کے جتنے مرضی مخلص ہوں لیکن ہماری قوم اس حوالے سے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھانے دے گی۔

سوال: دھرنے کے نتائج سامنے آنے پر لبرل طبقہ میں بہت رنج والم اور غصے کا اظہار پایا جا رہا ہے۔ان کو اس دھرنے کے نتائج سے کیا گزند پہنچی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس حوالے سے انہیں دو محاذوں کی شکست ہوئی ہے۔ایک یہ کہ عالمی قوتوں کے دباؤ کے باوجود ان کی وہ دیرینہ خواہش پوری نہیں ہوئی جو وہ سیاست کو مذہب سے الگ کرنے کے حوالے سے پالے ہوئے تھے۔لہٰذا انہیں بھی یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ جو کام ہم یہاں کروانا چاہتے ہیں یعنی جس طرح مذہب کو

ملیامیٹ کرنا چاہتے ہیں وہ آسان نہیں ہے۔ کیونکہ یہ قوم ہمارے سامنے کھڑی ہو جائے گی۔ دوسرا یہ کہ انہیں فوج کو بدنام کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ لبرلز چونکہ پاکستان کے قیام کو ہی غلط سمجھتے ہیں اس لیے یہ فوج کے بھی خلاف ہیں کیونکہ فوج پاکستان کی حفاظت کی آخری چٹان ہے۔ حالیہ واقعہ میں فوج نے عوامی مقبولیت حاصل کر لی ہے یعنی عوام کے نزدیک فوج کا کردار بہت اچھا ہو گیا ہے کیونکہ فوج نے ختم نبوت کے مسئلے پر عوام کا ساتھ دیا، حکومت کا ساتھ نہیں دیا۔ اس لیے لبرلز کو زیادہ غم وغصہ ہے اور گورنمنٹ کی بوکھلاہٹ کا اندازہ کیجیے کہ جو 245 کا نوٹیفکیشن جاری کیا اس کے نیچے تاریخ 2013 کی ڈال دی ہے۔

سوال: لبرلز کے پاس ایک دلیل ضرور ہے کہ ان مولوی حضرات کی زبان بڑی خراب ہے۔ جس کا وہ سوشل میڈیا پر ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں۔ کیا وہ صحیح کہتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میں اصولی طور پر سمجھتا ہوں کہ زبان واقعی شائستہ ہونی چاہیے اگرچہ یہ معاملہ ایسا تھا کہ انسان کا اپنے جذبات پر کنٹرول کرنا بہت مشکل تھا اور جذبات جب کنٹرول سے باہر ہو جائیں تو سب سے زیادہ اظہار زبان سے ہی ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی زبان پر کنٹرول رکھے اور کوشش کرے کہ بدترین دشمن کے خلاف بھی اپنا تمام معاملہ شائستگی کے دائرے میں رہ کر ادا کرے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ بات بھی ہو سکتی ہے کہ شاید یہ قوم زبان بھی وہی سمجھتی ہے۔ اخلاقی طور پر بات کا ان پر اثر ہی نہیں ہوتا۔ لیکن ہم غلط زبان کی تائید بھی نہیں کر سکتے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے حکم یہ دیا ہے کہ تم کفار کے بتوں کو گالی مت دو۔ قرآن میں ولید بن مغیرہ کو جو ذنیم کہا گیا وہ اصل میں ایک حقیقت کا اظہار ہے۔ یعنی یہ جو بڑا بنا ہوا ہے، جس میں تکبر اتنا زیادہ ہے اس کی کیا حیثیت ہے۔

ایوب بیگ مرزا: نبی اکرم ﷺ کا معاملہ زندگی کے ہر ہر گوشے میں استثنائی ہے۔ آپ کبھی بھی نہیں کہہ سکتے کہ حضور ﷺ نے یہ کیا تو فلاں بھی ایسا ہی کر سکتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے دور میں جنہوں نے ناموس رسالت کے مجرموں کو قتل کیا تھا نبی اکرم ﷺ نے ان پر حد جاری کیوں نہیں کی؟ ظاہر ہے یہ ایک استثنائی معاملہ تھا۔

سوال: حکومت اور دھرنے والوں کے درمیان معاہدہ کیا ہوا اور اس میں فوج بیچ میں کیوں آ گئی؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: جب بھی دو متحارب گروہوں کے درمیاں معاہدہ ہوتا ہے تو اس میں شرائط اسی گروہ کی مانی جاتی ہیں جو بالا دست ہو۔ دوسری جنگ عظیم ختم ہوئی تو معاہدہ میں برطانیہ کی بات مانی گئی۔ اسی طرح 71ء کی پاک بھارت جنگ میں پاکستان کو شکست ہوئی تھی تو جب بھٹو صاحب اندرا گاندھی سے معاہدہ کرنے گئے تھے تو ان کی کمزور پوزیشن تھی لیکن پھر بھی بہت سی باتیں منوا لائے۔ یہاں اس معاہدے میں حکومت کی رٹ تو ختم ہو چکی تھی کیونکہ حکومتی ایجنسیز بھاگ گئی تھیں اسی لیے پھر آرمی کو بلایا گیا۔ ویسے فوج حکومت کا ایک ذیلی ادارہ ہے اور حکومت کے احکامات ماننا اس کے لیے لازم ہیں۔ آرمی کو حکم دیا گیا کہ آپ آ جائیں اور حکم نامہ دارالحکومت کے کمشنر کی طرف سے دیا گیا تھا۔ اس نے حکومت سے درخواست کی تھی کہ لاء اینڈ آرڈر کے لیے آرمی کو بلایا جائے۔ دھرنے والے دارالحکومت کے علاقے میں بیٹھے ہی نہیں تھے لہٰذا اب آرمی وہاں کیا کرتی۔ لہٰذا معاہدہ حکومت اور دھرنے والوں کے درمیان ہوا۔ حکومت کی پوزیشن کمزور تھی اور دھرنے والے حکومت پر اعتماد کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ معاہدہ میں دھرنے والوں کی تمام شرائط کو مان لیا گیا۔ لہٰذا فوج وہاں پر ثالث کے طور پر آئی تھی۔ معاہدے میں نیچے سائن میجر جنرل کے ہیں جس پر ایک طوفان کھڑا کیا جا رہا ہے۔ ویسے اصولی طور پر یہ غلط ہوا کیونکہ سائن ان کے نہیں بلکہ وزیراعظم یا صدر کے ہونے چاہیے تھے۔

سوال: کیا زاہد حامد اتنا اہم ہو گیا تھا کہ حکومت اس کی خاطر دھرنے والوں کے مطالبات نہیں مان رہی تھی چاہے پورا ملک مفلوج ہو جاتا؟

ایوب بیگ مرزا: اصل میں حکومت فوج اور عوام کو لڑانا چاہ رہی تھی۔ وگرنہ زاہد حامد کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ اگر حکومت پرویز رشید جیسے اہم شخص کو ہٹا سکتی ہے تو زاہد حامد کس کھیت کی مولی ہے۔ حکومت چاہتی تھی یہ انتشار قائم رہے تاکہ نواز شریف پر جو مقدمات ہیں ان پر سے توجہ ہٹ جائے۔ لیکن فوج نے اس چال کو سمجھتے ہوئے بڑی خوبصورتی سے اپنے آپ کو نکال لیا۔

> حکومت نے دھرنے والوں کے خلاف جان بوجھ کر ادھورا ایکشن کیا اور اس کے بعد دفعہ 245 کے تحت فوج کو طلب کر لیا۔ اس کی خواہش تھی کہ فوج دھرنے والوں پر گولی چلائے، اس طرح یہ عوام اور فوج کا معاملہ بن جائے اور وہ بیچ میں سے صاف بچ کر نکل جائے۔

سوال: اس پورے واقعے سے قادیانیوں کو کیا سبق ملا؟

ایوب بیگ مرزا: انہیں سبق نہیں مل سکتا، اس لیے کہ وہ اس حد سے آگے گزر چکے ہیں۔ قرآن کی آیت کے مصداق کہ:

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۡ﴾ (البقرۃ:7) ”اللہ نے مہر کر دی ہے اُن کے دلوں پر اور اُن کے کانوں پر۔ اور ان کی آنکھوں کے سامنے پردہ پڑ چکا ہے“ کوئی ہدایت اور کوئی نصیحت ان پر اثر نہیں کرے گی۔ البتہ عالمی قوتوں کو ایک پیغام گیا کہ یہ کام پاکستان میں کوئی سویلین حکومت نہیں کر سکتی، اس کے بس کی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: مغرب ایسا کیوں کر رہا ہے؟ اسے نہ قادیانیوں سے پیار ہے اور نہ پاکستانیوں سے کوئی اس حوالے سے دشمنی ہے۔ اصل میں وہ یہاں لبرل ازم کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ یعنی وہ پاکستان کو بھی اسی طرح کا سیکولر ملک بنانا چاہتے ہیں جس طرح ان کے اپنے ممالک ہیں۔ دراصل وہ پاکستان کا اسلامی تشخص ختم کرنا چاہتے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: ایک اور وجہ بھی ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے اندر سے روح محمدیؐ کو نکال دیا جائے۔ وہ مسلمانوں کو ایک طرح سے شکست دے چکے ہیں لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کو مکمل شکست نہیں دی جا سکتی جب تک کہ مسلمانوں کو محمد ﷺ سے الگ نہ کر دیا جائے۔ لیکن یہ ان کی بہت بڑی بھول ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کی محبت مسلمانوں کے دل میں جس طرح جاگزیں ہے وہ کوئی عام فزیکل ایشو نہیں بلکہ وہ ایک معجزہ ہے۔ جسے وہ کبھی نہیں نکال سکتے۔ ☆☆☆

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

ریموٹ کنٹرول

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

وقفے وقفے سے سرگوشیاں، سرسراہٹیں شروع ہوجاتی ہیں کہ فوجی بوٹوں کی چاپ سنائی دے رہی ہے، مارشل لاء لگ جائے گا۔ دھرنا بھی اپنے جلو میں ایسی افواہیں لے کر آیا۔ عالمی تناظر میں دیکھیں تو یہ ایک بڑی کہانی ہے۔ یہ مرکزی کنٹرول کا دور ہے۔ تمام مسلم ممالک میں (بالخصوص) حالات طے شدہ سکرپٹ کے مطابق چلتے ہیں۔ عالمی سطح پر براہ راست قبضے (colonization) کا دور لد گیا۔ ریموٹ کنٹرول غلامی کا دور ہے۔ سات سمندر پار سے چینل بدلے جاتے ہیں۔ مناظر تبدیل ہوتے ہیں۔ آواز اونچی، مدہم کب کس کی کرنی ہے، کسے گویائی کا اذن دینا ہے، کس آواز کا گلا گھونٹنا ہے، کسے خونخوار بنا کر پیش کرنا ہے، کس ڈریکولا کو معصومیت کا مجسمہ ٹھہرانا ہے! ہم آپ تماشائی ہیں عوام دولے شاہ کے چوہے بنا کر نسل در نسل پروان چڑھائے گئے غلام گھڑنے والا نظام تعلیم کنٹوپ، آہنی خود کی طرح بچپن سے ہمارے سروں پر چڑھا دیا گیا۔ دماغ اندر سکڑ گئے۔ آزادانہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں سلب ہوگئیں۔ دنیا کے چوراہوں میں بھیک مانگنے کو بٹھا دیئے گئے (کیونکہ ایسوں کو بھیک زیادہ ملتی ہے) ہم اپنی شناخت اپنی پہچان، اپنی خاندانیت، وراثت سب بھول چکے۔ وہ کیا گردوں تھا جس کا تو ہے اک ٹوٹا ہوا تارہ! اس گردوں اور ہمارے درمیان زہر آلود فکر و نظر کا گہرا دھواں (smog) ہمیں اس روشنی تک سے تو محروم کر چکا جو خورشید جہاں تاب (سراجاً منیراً ﷺ) کی صورت ودیعت ہوئی تھی، جسے پا کر نسل در نسل قومیں (ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب) نور میں ڈھل گئی تھیں۔

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ!

سو آج ہم حیرت سے منہ پھاڑے بدلتے مناظر کو دیکھتے ہیں۔ بریکنگ نیوز کی بار بار دھمک دولے شاہ کے چوہے والے کمزور دماغ کی رہی سہی طاقت بھی نگل جاتی ہے۔ یہ ریموٹ پر چلتے مقامی کارندوں، روبوٹوں کا بھی دور ہے (پروگرام شدہ)۔ معیشت، سیاست، معاشرت، تعلیم، منڈیوں کے بھاؤ سب ہی کچھ مرکزی سمندر پار دفاتر میں طے ہوتا ہے، یہاں صرف حکم بجالانا ہوتا ہے۔ سول ملٹری تعلقات کا درجۂ حرارت بھی وہیں سے کنٹرول ہوتا ہے۔ یہ پیمانہ بھی پینٹاگون، وہائٹ ہاؤس میں دھرا ہے۔ جہاں فیشن اور ملبوس تک مقامی طور پر طے نہ کیے جا سکتے ہوں، نصابی کتب اور ان کا مواد ہمارے اختیار میں نہ ہو، وہاں ہم آزادی کے خمار میں کیونکر مبتلا ہو سکتے ہیں۔ یہ تو ہمیں قومیت کا اسیر بنائے رکھنے کو 14 اگست منانے کی خوب دھوم دھام بھری اجازت ہے۔ تاہم اس کی بھی مصلحت یہ ہے کہ امت اور اسلام کے عالمگیر مزاج کا خبط طاری نہ ہوجائے میرے درویش خلافت ہے جہانگیر تری جیسے دہشت گردانہ تصورات نہ پنپنے لگیں۔ اسی لیے اقبال کی چھٹی بھی بند کروائی۔ ان کے تصورات تو حد درجے کٹر، انتہا پسندانہ تھے! اقبال نے تو قادیانیت کو پہچان کر اس کا بھی زبردست پیچھا کیا تھا۔ جھوٹی نبوت نے جہاد ختم کرنے اور برطانیہ کی قوت کو دوام بخشنے کی خدمات سرانجام دیں۔ لہٰذا ہمارے ساتھ ہردم قادیانیت کی خاطر برسرپیکار مغرب، اقبال کو کیونکر برداشت کرے؟ سو نصابوں سے اقبال خارج اور اب معنوی تحریف کلام اقبال کی بھی ایجنڈے پر ہے۔

خیر یہ تو طویل جملۂ معترضہ تھا۔ بات ریموٹ کنٹرول غلامی کی تھی۔ ذرا یاد کیجیے، لندن سے ہماری سکرینوں پر گرجنے برسنے والی الطاف حسین کی یلغار۔ بڑے بڑے زور آور، زبان آور اینکرز اس اچانک نزول پر منہ کان لپیٹے ہفوات سننے سنانے پر خود کو مجبور پاتے۔ یہاں تک کہ بدیسی ریموٹ سے پاور آف ہوئی تو آنکھ کان کی بینائی، شنوائی بحال ہوئی۔ اب اچانک سارے راز فاش ہونے لگے۔ سانحہ بلدیہ فیکٹری کے مرکزی ملزم رحمان بھولا کے انکشافات، کس طرح فیکٹری کو آگ لگائی گئی۔ کروڑوں کے بھتے۔ وزیر، ایم این اے کا آکر فیکٹری مالک کے خلاف مقدمے کا اندراج، بھولے کا درجنوں افراد کے قتل کا اقرار۔ زکوٰۃ، فطرانہ، کھالوں، بھتوں سے حاصل کردہ کروڑوں روپے نائن زیرو پر جمع کروانا۔ یہ اور مزید بہت کچھ۔ دو دہائیاں ریموٹ کنٹرول منظر، کردار بدلتا رہا۔ قوم تجزیے سنتی رہی۔ دانشوریاں پھانکتی رہی۔ دور دور کی کوڑیاں لائی جاتی رہیں۔ دہشت گردی کے نام پر ایک ڈسٹ بن (کوڑا دان) رکھا تھا۔ سب اسی کھاتے میں جاتا رہا۔ ذمہ داری ان سارے واقعات کی قبول کی جاتی رہی کسی نہ کسی دینی گروہ کی طرف سے! تا آنکہ ٹارگٹ کلرز قطار اندر قطار ایم کیو ایم سے برآمد ہوئے۔ سپریم کورٹ میں انسپکٹر جنرل پولیس سندھ نے MQM کے 224 ٹارگٹ کلرز اور بھتہ خوروں کی گرفتاری کی رپورٹ دی ان میں سے اجمل پہاڑی نے 111 قتل کا اعتراف کیا تھا۔ لیکن یہ دہشت گرد نہیں تھے، کیونکہ ان کے حلیئے شرعی نہ تھے، یہ فورتھ شیڈول بھی نہ تھے۔ (وہ سعادت مدارس اور دینی عناصر کے لیے سنبھال رکھی گئی ہے۔)

پھر ریموٹ کنٹرول دھرنے ہونے لگے سٹیج ڈرامے۔ انصافی، قادری دھرنا 126 دن چلا، سر، تال، موسیقی کے ہمراہ۔ تمام سکیورٹی اداروں، اہلکاروں کے بیچوں بیچ دن دہاڑے پارلیمنٹ کے گیٹ توڑے گئے۔ لان پر قبضہ ہوا۔ پی ٹی وی پر قبضہ ہوا۔ طرح طرح کے اوزاروں سے لیس تھانے پر حملہ کر کے انصافیے چھڑوائے۔ اتنی زور آوری۔ اتنی سپر پاوری؟ پس منظر میں انگلی کا تذکرہ رہا جو اٹھنے سے تو رہ گئی۔ ریموٹ پر دھرے دھرے بالآخر اس نے پاور آف کا بٹن دبا دیا۔

اس حالیہ دھرنے پر جو ایک نہایت حساس، جذباتی مسئلے پر تھا، ایمان کی شہ رگ ختم نبوت ﷺ پر چھیڑی گئی تھی۔ تاہم گوروں کی تلملاہٹ، کلبلاہٹ دور کرنے کی خاطر جو بھاری گناہ، حماقت و جہالت کی بنا پر یا دیدہ دانستہ، حکومت کر گزری وہ بہت جلد دن میں تارے دکھانے لگا۔ ایک عالمی وبا اٹھی تھی ختم نبوت پر حملے کی۔ شان رسالت ﷺ میں گستاخیوں کے کئی ادوار کے بعد کفر اب اس رنگ میں حملہ آور ہوا۔ کبھی امریکی حکومت، کبھی امریکی سینیٹرز پاکستان کو چٹکیاں بھرتے رہتے قادیانیت کے حوالے سے۔ دباؤ اظہار تشویش مذہبی آزادی کے فقدان کا طعنہ۔ (بڑی بڑی

اہم پوسٹوں پر قادیانیوں کے ہونے کے باوجود!) پاکستان قادیانیوں کے لیے تشویشناک ملک ہے۔ (یہ برما کے مظلوم روہنگیا نہیں بلکہ فرنگی استعمار کا پیدا کردہ نہایت بااثر گروہ ہے۔ امریکہ، برطانیہ، جرمنی، کینیڈا میں پہلے ہی خصوصی مراعات کے ساتھ بسائے ہوئے ہیں۔) پذیرائی کا عالم تو یہ ہے کہ امریکہ میں رابطہ عالم اسلامی کی کانفرنس تک میں اس کے وفد کو بلا رکھا تھا! حلف نامے میں تبدیلی کی خبر پھیلتے ہی عوام نے شدید ردعمل دے دیا تھا اور حکومت توبہ تلا پر مجبور کر دی گئی تھی۔ تاہم اس کی کوکھ سے جو دھرنا پھوٹا وہ دینی جماعتوں کے پاکستان بننے کے بعد سے اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں پر مختلف ادوار میں ردعمل کے طریق کار سے بہت مختلف رہا۔ اسی قادیانی مسئلے پر اہل ایمان نے 10 ہزار جانیں ختم نبوت پر قربان کی تھیں۔ لیکن ایسے تمام تاریخی واقعات کبھی متنازع نہ بنے، ان پر سیاست نہیں کی گئی۔ قرارداد مقاصد کا پاس کیا جانا، قادیانی مسئلہ، تحریک نظام مصطفیٰ سب ہی میں دینی جماعتیں متحد و متفق یک زبان اپنے ایمان اور اخلاص کے برتے پر اٹھیں اور نتائج حاصل ہوئے۔ نہ ان پر انگلی اٹھی، نہ پس پردہ کسی انگلی کے اٹھنے یا در پردہ ڈیل ہونے یا لین دین کی الزام تراشیاں ممکن ہوئیں، نہ اسلامی اخلاق پر آنچ آئی۔ پھانسی کے پھندے اور جیلیں اس قیادت نے قبول کیں۔ ممتاز قادری شہید کی وراثت اپنے پیچھے ایک طویل تاریخ کی حامل ہے جو دورِ نبوت ﷺ میں محمد بن مسلمہؓ ابونائلہؓ، عبداللہ بن عتیکؓ سے غازی علم الدین شہید سے ہوتی یہاں تک پہنچی ہے۔ اس کے تقدس کو میلا ہونے سے بچانا حد درجہ نازک، بھاری فرض ہے۔ اسے سیاسی دھما چوکڑی اور کھینچا تانی کا حصہ نہیں بنایا جا سکتا۔ فتنۂ دجال کے جھکڑوں میں گھرے ریوڑ نما مسلمانوں کو فکری انتشار کا لقمۂ تر بنا دینا کسی طور قابل قبول نہیں۔ علمائے کرام کا اتحاد و اتفاق درست سمت پیش رفت کر ہی رہا تھا۔ ایسے میں دھرنے کا المیہ یہ ہے کہ شریعت کا مزاج، اس کی طے کردہ حدود و قیود، شفافیت، عوام الناس کے حقوق کی پاسداری اہل دین بھی نہ کریں گے تو امید کے سارے در بند ہو جائیں گے۔

عمران خان صاحب بھی کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ رہیں، یہاں وزارت عظمیٰ کی کرسی پر بیٹھتے ہی فرد کٹھ پتلی میں ڈھل جایا جاتا ہے۔ یہی اس کرسی کی خاصیت ہے۔ پاکستان میں بھی ہر وزیراعظم اشرف غنی ہی سا ہوا کرتا ہے۔ آپ بھی ریموٹ کنٹرول سے آپریٹ ہوں گے۔ یہ آزادی سلب ہو جائے گی جو گزارے لائق حاصل ہے۔ ایک ریموٹ امریکی ہے دوسرا میڈ ان پاکستان۔ سول ملٹری معاملات پر کیا الجھنا۔ فوج بلاسبب حکومت کی کھکھیڑ کیوں اٹھائے۔ اس لیے اطمینان رکھیں۔ بوٹ کی آہٹ پر کان نہ لگائیں۔ ڈنڈا کافی ہے۔

ٹرمپ حسب سابق ڈٹ کر، کھل کر اسلام کے خلاف اپنے نفرت بھرے جذبات کے اظہار میں عار نہیں سمجھتا۔ سو اس نے برطانوی انتہا پسندوں کی جانب سے مسلم دشمن ویڈیوز، جو اسے ٹویٹ کی گئی تھیں، انہیں ری ٹویٹ کیا ہے۔ تھریسا مے (برطانوی وزیراعظم) کی تنقید پر مزید ٹوٹ پڑا ہے: مجھ پر نہیں، تباہ کن انتہا پسند اسلامی دہشت گردی پر توجہ مرکوز کرو۔ قبل ازیں امریکہ میں پے در پے امریکیوں کی فائرنگ سے ہونے والے قتل عام پر ٹرمپ نے کہا تھا: یہ اونچے درجے کی دماغی خرابی کی علامت ہے۔ اور یہ بھی کہ ہمارے ملک میں دماغی صحت کے مسائل بہت زیادہ ہیں۔ بالکل بجا فرمایا۔ آپ ان ہی کے صدر ہیں۔ 50 کو مارنے والا دماغی مریض، تو لاکھوں کے خون کے مرتکب قوم کے بڑے؟ تاہم ہمارے نزدیک اوباما، ہیلری جیسے پختہ کار سیاست دانوں کی جگہ ٹرمپ جیسے صدر کو لا بٹھانا بلاسبب نہیں۔ یہ اپنی مجذوبیت کے پردے میں آپ کی دنیا تہ و بالا کر رہا ہے اور اسے ٹرمپیت کہہ کر جان چھڑائی جاتی ہے...... دیوانہ بکارِ خود ہشیار......! ☆☆☆

پاکستان کے ''ہمدرد'' دانشوروں کا اجتماع

ایاز
رکن شعبہ تصنیف وتالیف، انجمن خدام القرآن سندھ

پاکستان سے دور لندن میں پاکستانی سیکولر، لبرل، ترقی پسند، سوشل میڈیا ایکٹیوسٹ اور قوم پرست دانشوروں کا ایک اجتماع SAATH فورم یعنی (South Asians Against Terrorism & For Human Rights) کے زیر نگرانی ہوا۔ اس کانفرنس کی میزبانی پاکستانی دانشور ڈاکٹر محمد تقی (معروف کمیونسٹ) اور سابق پاکستانی سفیر حسین حقانی نے مشترکہ طور پر کی۔ تقریباً سو کے قریب تعداد میں موجود ان دانشوروں میں سرمایہ دارانہ نظام کے حامی، کمیونسٹ، لبرل، ہیومن رائٹس ایکٹوسٹس، سیکولر جماعتوں کے ارکان، میڈیا کے آزاد خیال حضرات وغیرہ سب ہی موجود تھے۔ مجلس میں موجود نمایاں شخصیات ماروی سرمد، لطیف آفریدی، بینا سرور، فرحت تاج، تیمور الرحمٰن (لال)، عارف جمال، عباس ناصر وغیرہ تھے۔ الغرض مذہب مخالف جذبات کے تحت کمیونسٹ اور سرمایہ دار حضرات بھی اکٹھے ہوگئے۔ اس اجتماع میں پاکستان سے متعلق چند باتوں پر اظہارِ خیال کیا گیا جن کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے جس شے کے بارے میں اظہارِ تشویش کیا گیا وہ یہ ہے کہ پاکستان اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ پراکسی وار میں ملوث ہے جس کی وجہ سے پاکستان کو عالمی تنہائی Isolation کا سامنا ہے اور اس کا یہ عمل خطے میں امن وامان کے قیام میں رکاوٹ کا باعث ہے (واضح رہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو محبِ وطن کہلاتے ہیں)۔ شرکاء کا یہ بھی کہنا ہے کہ حکومتی بیانیے کے خلاف بولنے پر لبرل، سیکولر اور ترقی پسند نظریات کو دبایا جاتا ہے اور Pluralism کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں۔ کے پی کے اور بلوچستان کے حوالے سے ان کا کہنا تھا کہ پاکستان کے یہ علاقے انتہائی غیر محفوظ اور خطرناک ہیں۔ ان علاقوں میں قوم پرستوں اور عالمی اداروں کے افراد کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس اجتماع میں پاکستانی سیاست میں دونئی جماعتوں کے حالیہ اضافے کو جمہوریت کے لیے خطرہ قرار دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ریاست کا مذہبی دہشت گردوں کے ساتھ اچھا برتاؤ ہے۔ ان کے ساتھ نہ صرف مذاکرات کیے جاتے ہیں بلکہ انہیں پیرا ملٹری اسٹرکچر کا حصہ بنایا جارہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں قومی سیاسی دھارے میں شامل کیا جارہا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس آزاد خیال اور سیکولر عناصر کے ساتھ ریاست کا رویہ قابلِ تشویش ہے۔ ان کا مزید یہ کہنا ہے کہ ریاست Conspiracy theories کے ذریعے قوم کو الجھائے رکھتی ہے مثلاً یہ کہ ہمارے ملک کی سالمیت کو پڑوسی ممالک سے خطرہ ہے یا ہمارے اثاثوں پر دیگر ممالک کی نظر ہے وغیرہ۔ نیز یہ کہ اقلیتوں کے ساتھ ریاست کا رویہ انتہائی جانبدارانہ ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ موقع ہے کہ پاکستان کا بااثر طبقہ بجائے یہ کہ میڈیا کے ذریعے Conspiracy theories پھیلائے اور سوشل میڈیا پر اور آزادی پر قدغن لگائے، اپنے جرائم کا اقرار کرے۔ ذیل میں دانشوروں کے لگائے گئے الزامات کا حقائق کی روشنی میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، اسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ اسلام ہی کے لیے قربانیاں دی گئیں تھیں۔ قراردادِ مقاصد اس کی زندہ مثال ہے جو بغیر کسی مخالفت کے منظور کی گئی تھی، جس میں ریاست کو اسلامی قرار دیا گیا ہے۔ مملکت کے تمام قوانین کو قرآن وسنت کا پابند بنانے کا عندیہ دیا گیا تھا۔ آئین ودستور میں ریاست کو اسلامی قرار دیا جاچکا ہے، جب کہ اس کے برخلاف جس قدر آزادی پاکستان میں لبرل اور سیکولر عناصر کو میسر ہے کسی اور طبقے کو نہیں۔ مگر یہاں کے حکمران طبقے نے اسلامی دفعات کو آئین میں قید کر رکھا ہے اور کبھی بھی اس پر عمل نہیں ہونے دیا۔ یہاں تو کسی بھی معاملے میں رائے عامہ ہموار کرنے میں اس کم ترین اقلیت کو کوئی دشواری پیش نہیں آتی کیونکہ میڈیا پر ان کا کنٹرول ہے، سوشل میڈیا ان کی گرفت میں ہے۔ ملک کے اہم اخبارات وجرائد پر ان کا قبضہ ہے۔ مختلف جامعات اور عوامی مراکز میں سیمینار اور کانفرنسز روزمرہ کی بنیاد پر ہوتی ہیں۔ جبکہ ان کی مزاحمت میں جو مذہبی اکثریت موجود ہے ان کو اس قدر بے دست وپا کردیا گیا ہے کہ وہ اکثریت میں ہونے کے باوجود اس طرح کی سرگرمیاں انجام دینے سے قاصر ہیں۔ اہلِ مذہب کا دائرہ کار اس قدر تنگ ہوچکا ہے کہ ان کے بنیادی شعار (داڑھی، برقعہ وغیرہ) آج اجنبی بن گئے ہیں۔

شرکاء کا یہ الزام بے بنیاد ہے کہ پاکستان کی وجہ سے خطے کے امن کو خطرہ ہے اور پاکستان پڑوسی ممالک کے ساتھ پراکسی وار میں ملوث ہے، حقیقت یہ ہے کہ بھارت کے اپنے کسی ہمسائے سے تعلقات اچھے نہیں ہیں بھارت نے سب کو دبا کر رکھا ہوا ہے، یہی مطالبہ اُس کا پاکستان سے ہے کہ وہ بھارت کی خطے میں بالا دستی قبول کرے۔ پاکستان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ تو اپنی بقاء کی جنگ لڑ رہا ہے۔ الزام لگانے والوں کو ہندوستان کے پاکستان میں موجود جاسوس کلبھوشن یادیو اور اس سے پہلے سربجیت سنگھ اور آئے روز کنٹرول لائن اور ورکنگ باونڈری کی خلاف ورزی نظر نہیں آتی؟ یا ان کے نزدیک یہ اقدامات خطے میں امن کے قیام کے لیے کیے جاتے ہیں۔ ہندوستان افغانستان کو کس طرح اپنی سرزمین پاکستان کے خلاف استعمال کر رہا ہے اس سے پوری دنیا واقف ہے۔ جنرل اسمبلی میں پاکستان بھارت کی کشمیر میں کی گئی بربریت کے ثبوت مسلسل پیش کرتا رہا جس کو عالمی برادری نے بھی تسلیم کیا۔ مسئلہ کشمیر پر بھارت اقوام متحدہ کی قرارداد کو ہمیشہ سے مسترد کرتا ہے اور اقوام متحدہ کے مبصر وفد کو کشمیر میں جانے نہیں دیتا۔

پاکستانی ریاست پر دہشت گردوں اور مذہبی انتہاپسندوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا الزام لگانا دراصل پاکستان کی دہشت گردی کے خلاف کی گئی کوششوں کی نفی کر کے پاکستان کو دنیا کے سامنے بدنام کرنے سے سوا کچھ بھی نہیں حالانکہ پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف جو قربانیاں دی ہیں کسی اور ملک نے نہیں دی۔ ستر ہزار جانی نقصان اور اربوں روپے کا مالی نقصان کر کے پاکستان نے شرپسند عناصر کا خاتمہ کیا پھر بھی اگر کسی کو یہ نظر نہیں آتا تو

اس کی کورچشمی ہے۔ اور اگر بالفرض کوئی دہشت گرد تنظیم تشدد سے کنارہ کش ہو کر جمہوریت کے راستے یا پُرامن طریقے سے رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کرنے کی کوشش کرتی ہے اور اکثریت اس کا ساتھ دیتی ہے تو اس میں کیا قباحت ہے؟ کیا جمہوریت کے لیے یہ شرط ہے کہ صرف سیکولر اور لبرل لوگ ہی اپنے نظریات لوگوں کے سامنے رکھیں گے اور بس؟

پاکستان پر اقلیتوں سے زیادتی اور ان کی حق تلفی کا الزام بھی حقائق کے منافی ہے۔ ملک کے مقدس ترین ادارے سپریم کورٹ میں چیف جسٹس آف پاکستان (چیف جسٹس رانا بھگوان داس) اقلیت میں سے تھے کیسے آسکتے تھے؟ اگر پاکستان میں عقیدوں کی بنیاد پر لوگ تعینات ہوتے تو اے ڈی خواجہ جو کہ اسماعیلی ہیں اور جن کی پرورش ایک ہندو گھرانے میں ہوئی وہ کبھی آئی جی سندھ نہ بنتے، نہ صرف آئی جی سندھ بلکہ ایسا آئی جی کہ اس جیسی شہرت شاید ہی سندھ میں کسی پولیس افسر نے پائی ہو۔ ڈاکٹر دلشاد نجم الدین سندھ کے آئی جی اور پھر پاکستان کے سفیر بھی رہے ہیں ان کا تعلق لاہور کی مشہور عیسائی فیملی نجم الدین سے تھا۔ انہیں جنرل ضیاء الحق کی خواہش پر آئی جی سندھ لگایا گیا۔ میجر جنرل نویل اسرائیل کھوکھر حال ہی میں پاک فوج سے ریٹائر ہوئے ہیں، جنرل صاحب فوج کے تمام اعلیٰ اور اہم عہدوں پر فائز رہے جن پر ان ریکنس کے مطابق بہترین آفیسرز کو فائز کیا جاتا ہے۔ بطور بریگیڈیئر چھمب سیکٹر میں بریگیڈ کمانڈ کیا، جو پاکستان کا سب سے بڑا اور حساس بریگیڈ تصور کیا جاتا ہے، بطور بریگیڈیئر ہی کور ہیڈکوارٹر میں چیف آف اسٹاف رہے۔ میجر جنرل پروموٹ ہوئے تو کشمیر میں ڈویژن (کشمیر میں دو ہی ڈویژن ہیں اور) کے جنرل آفیسر کمانڈنگ تعینات ہوئے۔ کمانڈ کے بعد تھنک ٹینک انسٹیوٹ آف اسٹریٹجک اسٹڈیز، ریسرچ اینڈ اینالیسز کے ڈائریکٹر جنرل رہے۔ جمہوری ممالک میں فیصلے اکثریت کی بنیاد پر ہوتے ہیں مگر پاکستان واحد ملک ہے جس میں قادیانیوں کے اس وقت کے بڑے مرزا ناصر کو پارلیمنٹ کا رکن نہ ہوتے ہوئے بھی بلا کر اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیا گیا اور اس نے اپنے کفریہ عقائد کا برملا اعتراف کیا۔ ان کے خلاف قانون مکمل اتفاق سے بنا مگر قادیانی اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس کے باوجود ان کے ساتھ باغیوں کے بجائے معزز شہریوں والا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے بطور احتجاج پاکستان چھوڑ دیا تھا، لیکن جب انہیں نوبل انعام ملا اور وہ پاکستان تشریف لائے تو بھی انہیں سرکاری مہمان کا پروٹوکول دیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کو سرکاری ہیلی کاپٹر میں ربوہ (قادیانی مرکز) پہنچایا گیا اور انہیں سب سے بڑے سول ایوارڈ نشانِ امتیاز سے نوازا گیا۔ یہ دور جنرل ضیاء الحق کا تھا، جو ان اقلیتوں کے ہمدردوں کی آنکھوں میں سب سے زیادہ کھٹکتا ہے۔ حالانکہ اسلام اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اس طرح کے اسلام دشمن لوگوں کو اس قدر آزادیاں دی جائیں مگر یہ امر واقعہ ہے کہ ان لوگوں کو اس قدر آزادی حاصل ہے اس کے باوجود بھی گلہ کرنا محض پروپیگنڈا ہے۔

پاکستان میں مختلف نسلوں سے تعلق رکھنے والوں کو جو حقوق حاصل ہیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ کراچی میں گزشتہ سال سے بلا شرکتِ غیرے ایک قوم پرست جماعت کی حکومت قائم ہے۔ اس نے جو خون کی ہولی کھیلی وہ سب کے سامنے ہے۔ کے پی کے میں کئی بار قوم پرستوں کی حکومت رہی۔ بلوچستان میں قوم پرست ہمیشہ سے حکومت کا حصہ رہے ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ یہ تمام قوم پرست جماعتیں بارہا اعلانیہ طور پر ملک مخالف اور بھارت نواز پالیسیاں اور بیانات دے چکی ہیں۔ اٹھارویں ترمیم میں صوبوں کو جو خودمختاری دی گئی ہے اس کے باوجود اگر کسی کو قوم پرستوں پر ظلم نظر آتا ہے تو اس کا کیا مداوا کیا جائے۔

خیبر پختونخوا سے لے کر کراچی تک، پاکستان میں مختلف اقوام آباد ہیں اور ان کے اتحاد کی واحد بنیاد اسلام ہے۔ قوم پرستی کی بنیاد پر پاکستان ایک اکائی نہیں بن سکتا بلکہ قوم پرستی تقسیم در تقسیم کے ایک لامتناہی سلسلے کی بنیاد ہے۔ اسی طرح اقلیتوں کا تحفظ اور ان کے جائز حقوق کا ضامن بھی صرف اور صرف اسلامی نظام ہی ہے۔ لبرل، سیکولر اور قوم پرست نظریے پاکستان کے باغی ہیں۔ نظریۂ پاکستان اصلاً نظریۂ اسلام ہے۔ آج اگر ہم Pluralism کی بات کرتے ہیں تو ہمیں ذرا سوچنا چاہیے کہ ہم نے لاکھوں جانوں کی قربانی کیوں دی؟ کیوں گھر بار کو چھوڑا؟ کیوں محلات سے صحرا میں آگئے؟ اگر اتنے بنیادی سوالات بھی ہم حل نہ کرسکیں تو اپنی دانشوری پر ماتم ہی کیا جاسکتا ہے۔ نظریۂ پاکستان کے محافظین اس وقت بھی مسلمان تھے، آج بھی ہیں اور کل بھی رہیں گے۔ ان شاء اللہ!

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں مقیم راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم بی اے بی ایڈ اور ایم ایڈ جاری، شرعی پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل پڑھے لکھے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ شادی کے بعد بھی شرعی پردہ کروانے والے لوگ رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0332-9449514

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم ایس سی، قد "5'.2، پردہ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ برسرروزگار لڑکے کا لاہور سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0306-4057757

☆ کراچی میں رہائش پذیر، رفیق تنظیم کی صاحبزادی، رفیقۂ تنظیم، صوم وصلوٰۃ، شرعی پردے اور دینی اُمور واحکامات کی پابند، تعلیم ایم ایس سی (میڈیکل شعبہ سے وابستہ) قد 5 فٹ، عمر 31 سال کے لیے شرعی احکامات کے پابند، اعلیٰ تعلیم یافتہ، دیندار، برسرروزگار 35 تا 38 سال کے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ والدین وسرپرست رجوع فرمائیں۔

برائے رابطہ: 0333-3047096

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم، آرائیں فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 29 سال، تعلیم ایم بی اے، قد "5'.10 برسرروزگار کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا لاہور سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0306-4057757

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ مقامی تنظیم پاکپتن اسرہ عارفوالا کے رفیق امجد جاوید اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔

برائے تعزیت: 0321-7786121

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاَدْخِلْہُ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْہُ حِسَابًا یَّسِیْرًا

مرکزی اجتماع گاہ بہاولپور میں منعقدہ

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع 2017ء

کی مختصر روداد

مرتب: مرتضیٰ احمد اعوان

تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع 24 تا 26 نومبر 2017ء کو مرکزی اجتماع گاہ بہاولپور میں منعقد ہوا جس میں پورے پاکستان سے رفقاء نے شرکت کی۔ اجتماع کے انتظامات کی ذمہ داری جنوبی پنجاب کے رفقاء نے ادا کی۔ انہوں نے انتظامات بہت عمدہ کیے تھے۔ اجتماع کا پنڈال قرآنی آیات اور علامہ اقبال کے اشعار سے مزین کیا گیا تھا۔ تنظیم کے 19 حلقہ جات میں ہر حلقے کے لیے علیحدہ علیحدہ رہائش گاہ بنائی گئی تھی۔ مکتبہ خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کے اسٹالز اجتماع گاہ کے اندر بنائے گئے تھے جبکہ باقی اسٹالز کا انتظام اجتماع گاہ سے باہر کیا گیا تھا۔ دورانِ اجتماع تمام اسٹالز بند ہوتے تھے۔ مقررین نے بہت عمدہ طریقے سے خطاب کیے اور اپنے اپنے موضوعات کا حق ادا کیا۔ البتہ اویس پاشا قرنی اپنی علالت کی وجہ سے اجتماع میں شرکت نہ کر سکے لہٰذا خطاب بھی نہیں کر سکے۔ جمعہ کی صبح تنظیم کے قافلے آنا شروع ہو گئے تھے۔ پنڈال میں نماز جمعہ ادا کی گئی۔ امیر تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی محترم شجاع الدین شیخ نے ''تنظیم اسلامی کی بنیادی دعوت'' کے موضوع پر خطاب جمعہ ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ اجتماع کی میزبانی ناظم تعلیم و تربیت خورشید انجم نے ادا کی۔

جمعہ 24 نومبر 2017ء

افتتاحی کلمات ......حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)

اجتماع کا باقاعدہ آغاز نمازِ عصر کے بعد ہوا۔ امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے اپنے افتتاحی کلمات میں فرمایا کہ میں آپ تمام رفقاء کو اس اجتماع میں خوش آمدید کہتا ہوں اور شکریہ بھی ادا کرتا ہے۔ اس اجتماع میں بیرون ملک سے بھی لوگ آئے ہیں۔ بہاولپور کی انتظامیہ کی طرف سے متضاد قسم کے سگنل ملتے رہے ہیں لیکن بہرحال یہ پروگرام منعقد ہو گیا۔ یہ اللہ کا خصوصی فضل ہے۔ جس پر ہم اللہ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ ہماری زبانوں پر ترانہ حمد ہمیشہ جاری رہنا چاہیے۔ اس وقت المیہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت دنیا کی چکاچوند سے متاثر ہو کر آخرت کی کامیابی کو بھول چکی ہے۔ حالانکہ اصل کامیابی دنیا کی نہیں بلکہ آخرت کی ہے۔ (اس موقع پر امیر محترم نے رفقاء کے نام اپنا پیغام پڑھ کر سنایا جو ندائے خلافت میں چھپ چکا ہے۔)

ہدایات ......مرزا قمر رئیس

ناظم حلقہ پنجاب جنوبی ڈاکٹر طاہر خاکوانی اپنی علالت کی وجہ سے اجتماع میں شرکت نہ کر سکے۔ ان کی جگہ مرزا قمر رئیس نے ناظم اجتماع کی ذمہ داری ادا کی۔ انہوں نے رفقاء کو ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ آپ سب اپنی نیتوں کو اللہ کی رضا کے حصول کے لیے خالص رکھیں آپ کو تکلیفیں آئیں گی لیکن قربانی کا جذبہ اپنے اندر تیار رکھیں۔ عفو و درگزر کا جذبہ اپنائیں۔ پورے اجتماع میں باوضو رہیں۔ اجتماع کے دوران باہر پھرنے سے پرہیز کریں۔ اس سے اجتماع کی روح متاثر ہوتی ہے۔ اجتماع کے ماحول کو شائستہ رکھیں۔ انتظامیہ کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ بجلی اور پانی کے استعمال میں کفایت شعاری سے کام لیں۔

قرآن کتاب زندہ ......ڈاکٹر حافظ خالد شفیع

حلقہ سکھر کے ملتزم رفیق ڈاکٹر حافظ خالد شفیع نے اپنے خطاب میں کہا کہ قرآن تمام روحانی بیماریوں کے لیے نسخہ شفاء ہے۔ قرآن کی تلاوت سے سینوں کے زنگ صاف ہوتے ہیں اور پھر ہدایت کے دروازے کھلتے ہیں۔ قرآن نعمت ہدایت ہے۔ قرآن اہل ایمان کو تقویٰ کی تاکید کرتا ہے۔ یعنی اپنی انفرادی زندگی میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ کے خوف سے معصیت سے بچنے کی کوشش کرو۔ قرآن اللہ کی رسی ہے جو تمام اہل ایمان کو اس رسی سے چمٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ بانی محترمؒ نے دروس قرآن کے ذریعے واضح کیا تھا کہ قرآن میں اہل پاکستان کا ذکر ہے۔ جس طرح لیلۃ القدر میں قرآن نازل ہوا اسی طرح اسی رات اللہ نے ہمیں پاکستان جیسی نعمت عطا فرمائی۔ اور پاکستان معجزانہ طور پر وجود میں آیا۔ لیکن ہم نے اللہ کی ناشکری و ناقدری کی جس کی وجہ سے آج ہم مختلف بحرانوں میں گرے ہوئے ہیں۔ ہماری تحریک قرآنی تحریک ہے لیکن لمحہ فکریہ یہ ہے کہ رفقاء قرآن کی تلاوت کا معمول نہیں بناتے۔ ہمارے مدرسین قرآن کی تلاوت صحیح نہیں کر سکتے حالانکہ تنظیم تربیت گاہوں کے ذریعے انہیں درست کروانے کی پوری کوشش کر رہی ہے۔ ہم قرآن کے ساتھ اپنا تعلق بہتر بنائیں گے تو ہمارے اندر انقلاب برپا ہوگا۔

مطالعہ حدیث ......خان بہادر

نماز مغرب کے بعد ''فضیلت علم'' کے موضوع پر حلقہ پنجابی شمالی کی مقامی تنظیم پنڈی گھیب کے امیر مولانا خان بہادر نے حدیث کا مطالعہ کروایا۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے ہمیں علم کے حصول کا حکم دیا ہے۔ اور عمل کے لیے بھی علم کا حصول ضروری ہے۔ اور ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اللہ نے ہمارے اس علم کے حصول پر ہمارے درجات بلند کر دیئے ہیں۔ سب سے بہترین علم قرآن کا علم ہے۔ علم کے حصول کے لیے صحیح نیت اور مقصد کا ہونا ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے دین کو غالب و قائم کرنے کے لیے علم حاصل کیا جائے۔

فکر آخرت ......رحمت اللہ بٹر

امیر محترم کے خصوصی مشیر چودھری رحمت اللہ بٹر نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان جب اللہ سے سرکشی کرتا ہے تو اکثر وہ جانتے بوجھتے کرتا ہے۔ لیکن اسے جان لینا چاہیے کہ آخرت کا دن آ کر رہے گا، جہاں اسے اپنے چھوٹے سے چھوٹے عمل کا حساب دینا ہوگا۔ جس نے آخرت کو سامنے رکھ کر دنیا میں زندگی گزاری ہوگی اس کے لیے اللہ کی رضا اور جنت میں داخلے کی نوید ہے۔ اللہ نے اس کائنات کو بامقصد پیدا کیا ہے۔ آخرت میں جس انسان کا حساب آسان ہوا وہ بچ گیا۔ لیکن اگر کسی کا وہاں حساب شروع ہو گیا تو پھر وہ مارا گیا۔ ہمیں اللہ کے حضور ﷺ پیشی کا یقین پیدا کرنا چاہیے۔ تب ہماری کامیابی ممکن ہے۔ آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے۔ جو ہو کر رہے گا لہٰذا ہمیں آخرت کو سامنے رکھ کر زندگی گزارنی چاہیے۔

محاسبۂ نفس ......نعمان اختر

امیر حلقہ کراچی جنوبی انجینئر نعمان اختر نے محاسبۂ نفس کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ دین و شریعت کا اصل مقصد فرد کی اصلاح ہے۔ یعنی اس کے نفس امارہ سے نفس مطمئنہ تک کا یہ ایک سفر ہے۔ اللہ نے نیکی و بدی کا شعور ہمارے اندر ودیعت فرما دیا ہے۔

ہمیں اپنے نفس کی نگرانی ہمیشہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے برے ارادوں اور خیالات سے بھی خود کو پاک کرنا ہے۔ محاسبہ نفس کا اصل مقصد آخرت میں کامیابی اور رب کی رضا کا حصول ہونا چاہیے۔ ہر رفیق کو اپنا نصب العین یہ بنانا۔ چاہیے کہ وہ مسلسل خود احتسابی کرتا رہے۔ محاسبہ نفس کے لیے خشیت بہت ضروری ہے۔ جب انسان کے دل میں اللہ کا خوف ہوگا تو نفس کا محاسبہ کرنے میں کافی مدد ملتی ہے اسی طرح ہمیں اپنی نیت کا جائزہ لینا چاہیے تا کہ ریا کاری سے بچا سکے۔ ہمیں کبر وغرور، نمود ونمائش، ریا کاری، خود پسندی وغیرہ جیسی اخلاقی برائیوں سے بچنے کی شعوری طور پر کوشش کرنی چاہیے۔ اور صبر اور شکر جیسی اخلاقی خوبیوں کو اپنانا چاہیے۔ محاسبہ نفس کے لیے یاد الٰہی، محبت الٰہی اور محبت رسول ﷺ جیسے لوازم اپنانے ضروری ہیں۔ ہمیں آخری سانس تک محاسبہ نفس کرنا چاہیے۔

دعا کی عظمت وتاثیر......ضمیر اختر خان

نائب ناظم نشر واشاعت ضمیر اختر خان نے دعا کی عظمت وتاثیر کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کا حکم ہے کہ دعا کیا کرو اور دعا نہ کرنا استکبار کے زمرے میں آتا ہے یعنی جو اللہ کو اس کے سٹیٹس کے ساتھ تسلیم نہیں کرتا تو یہ بھی استکبار ہے۔ دعا کی توفیق ملنا بھی بہت بڑی بات ہے۔ دعا کرنے کے لیے اخلاص کی بہت اہمیت ہے۔ یعنی اللہ کے دین پر عمل درآمد کرنے کے لیے جدوجہد کرنا۔ عبادت کا دوسرا نام دعا ہے۔ دعا تقدیر بدل دیتی ہے۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ ہمیں اپنی دعوت میں اس ہتھیار کو استعمال کرنا چاہیے۔ دعا کرنا بندگی کا ثبوت ہے۔ اقامت دین کی جدوجہد کے دوران ہماری دعاؤں کا ہدف صرف دنیا نہیں ہونی چاہیے بلکہ آخرت ہونی چاہیے۔ اور رب کے ساتھ ہمارا تعلق دائمی ہونا چاہیے۔ تب آپ کی دعا میں تاثیر ہوگی۔

مطالعہ حدیث ......مولانا عبدالوہاب شیرازی

نماز عشاء کے بعد مروٹ کے ناظم دعوت وتربیت مولانا عبدالوہاب شیرازی نے ''حیا'' کے موضوع پر درس حدیث دیتے ہوئے کہا کہ حیا وہ خوبی اور صفت ہے جو فطرتی طور پر انسان کے اندر ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے انسان کسی غیر معروف کام کو کرنے سے کتراتا ہے۔ ہر کریم النفس انسان کے اندر حیا موجود ہوتی ہے۔ حیا کے اندر پورا کا پورا دین آجاتا ہے۔ ہمیں آج بے حیا سیکولر تہذیب سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

ہفتہ 25 نومبر 2017

درس قرآن مجید......ڈاکٹر حافظ محمد مقصود

نماز فجر کے بعد حلقہ خیبر پختونخوا کی مقامی تنظیم مردان کے امیر ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے سورۃ الزمر کی آیات کی روشنی میں ''لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ'' کے موضوع پر درس قرآن مجید دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس سورۃ میں توحید علمی کا بیان ہے۔ انسان جب اللہ کی عبادت سے کنی کتراتا ہے یا اللہ سے دور ہوتا ہے تو اس سے اللہ کا نقصان نہیں ہوتا بلکہ اس کا اپنا نقصان ہوتا ہے۔ اللہ نے انسان کے لیے جو عبادات کا نظام رکھا ہے اس کے کرنے سے انسان زندگی بہتر طریقے سے گزارتا ہے اور وہ شیطان کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مادی دنیا میں اینٹی ڈاٹ رکھے ہیں اسی طرح اخلاقی وروحانی دنیا میں بھی جب انسان گناہوں کی وجہ سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس کے لیے اللہ نے اپنی رحمت کا اینٹی ڈاٹ رکھا ہے۔ اسلام میں مایوسی کفر ہے۔ احادیث میں توبہ کی تعلیم دی گئی ہے کہ انسان جب گناہ سے توبہ کرتا ہے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ لیکن اس کے لیے ضروری یہ ہے کہ انسان اپنی محنت ومشقت سے اللہ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ جب انسان توبہ کر کے اللہ کے دربار میں آتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کو بے انتہا خوشی ہوتی ہے۔ اصل توبہ وہی ہے کہ انسان اللہ کی خاطر گناہ کو چھوڑ دے۔ انسان کا نفس امارہ اتنی آسانی سے ہار نہیں مانتا' انسان اپنی اندر کی ''میں'' کو مار دے کیونکہ ساری خرابی کی جڑ اور بنیاد یہی ہے۔ ہمیں اپنا تعلق قرآن سے جوڑنا چاہیے کیونکہ اس سے ہمارا تعلق مع اللہ مضبوط ہوتا ہے۔

دین اسلام کے انفرادی واجتماعی تقاضے......خورشید انجم

ناظم تعلیم وتربیت خورشید انجم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کی خصوصی شان یہ تھی کہ وہ اللہ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کرنے آئے تھے۔ شہادت علی الناس کی ذمہ داری آپ ؐ نے عملی طور پر ادا کی۔ اور پھر آپ ؐ نے یہ ذمہ داری ہم پر عائد کی ہے لیکن آج ہم اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ہم خود اسلام کے نفاذ میں رکاوٹ ہیں۔ جب تک ہم شہادت علی الناس کی ذمہ داری ادا نہیں کریں گے تو ہمارے بارے میں لوگ باتیں کرتے رہیں گے۔ ہمیں سب سے پہلے دین کا علم حاصل کر کے خود اللہ کا بندہ بننا ہے۔ پھر جو ہم نے دین سیکھا ہے اس کو دوسروں تک پہنچانا ہے۔ پھر اس دین کو قائم ونافذ کرنے کی جدوجہد کرنی ہے۔ اور شہادت علی الناس کا فریضہ سرانجام دینا ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کے مراحل......عامر خان

حلقہ کراچی جنوبی کے ملتزم رفیق عامر خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جہاد فی سبیل اللہ ایمان حقیقی کا لازمی جزو ہے۔ اگر ایمان ہوگا تو لازمی جہاد کا جذبہ ہوگا۔ پہلے مرحلے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہمارا اپنا نفس ہے۔ لہٰذا پہلے اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ دوسرے شیطان کے خلاف جہاد کرنا۔ کیونکہ شیطان ہمارا کھلا دشمن ہے۔ شیطان کا مقابلہ اللہ کی پناہ پکڑتے ہوئے قرآن کی تلوار سے کرنا ہے۔ پھر باطل معاشرہ کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ مغرب کا تعلیمی نظام اور میڈیا ہمارے راستے میں حائل ہوں گے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے عبادات اور قرآن کے ساتھ مضبوط تعلق پیدا کرنا ہوگا۔ دوسرا مرحلہ میں لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلانا ہے یعنی تعلیمی اساتذہ، ذہین طبقہ اور بیوروکریسی تک اللہ کے دین کا پیغام پہنچانا بہت ضروری ہے۔ تنظیم اسلامی کی دعوت کا اولین ہدف یہی پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ پھر عوام الناس تک دعوت پہنچانا۔ تیسرے مرحلہ میں اقامت دین کے لیے جہاد کرنا ہے منظم جماعت کے بغیر یہ جہاد ممکن نہیں۔

اقامت دین کی جدوجہد میں عجلت پسندی......ڈاکٹر عبدالسمیع

نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان ڈاکٹر عبدالسمیع نے اپنے خطاب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کی کمی کی وجہ سے عجلت پسندی پیدا ہوتی ہے اور پھر اس سے مزید خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت کو سامنے رکھیں تو مکی دور کی دعوت کے نتیجے میں آپ ؐ کے پاس صرف ڈیڑھ سو افراد تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوا کہ جب تک قبائلی سردار میرا ساتھ نہیں دیں گے میں کچھ نہیں کر سکتا ایک فطری بات تھی۔ لیکن اللہ نے انہیں صبر کی تلقین کی اور منع کر دیا کہ ان سرداروں کی طرف رجحان زیادہ نہ ہو۔ یعنی سرداروں کو گھیرنے کی اجازت نہیں دی۔ انبیاء کرام نے ہمیشہ قوم کو خطاب کیا۔ اگر ہم اللہ کے وفادار ہوں گے تو اللہ ہمارے لیے راستے کھولے گا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ لیکن یہ دنیوی لحاظ سے راستے نہیں ہوں گے۔ آپ اللہ کے راستے میں ہیں تو اللہ سے توقع ضرور رکھیے لیکن اگر آپ کی توقع کے خلاف حالات پیدا ہو جائیں تو آپ نے اللہ سے مایوس نہیں ہونا۔ اصل چیز تقویٰ ہے۔ آپ اللہ سے ڈرتے رہیں گے اور کوئی غلط اور غیر شرعی کام نہیں کریں گے تو بالآخر کامیاب ہوں گے اگر ہم اپنے آپ کو تقدیر کے ساتھ جوڑ لیں تو ہمارے تمام معاملات سیدھے ہو جائیں۔ ہماری اصل ذمہ داری اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا اور اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت کرنا ہے۔ باقی اللہ کا کام ہے۔ جلد بازی تحریکوں کا بہت نقصان کرتی ہے۔

فکر اقبال: شکوہ جواب شکوہ کی روشنی میں......مختار حسین فاروقی

ناظم اعلیٰ تحریک خلافت انجینئر مختار حسین فاروقی نے علامہ اقبال کی دو نظموں شکوہ اور

جوابِ شکوہ کے کچھ اشعار کا مطالعہ کروایا۔ انہوں نے کہا کہ علامہ اقبال کے انقلابی فکر کو لے کر چلنے والی جماعت تنظیم اسلامی ہے۔ بانی تنظیم کے خطبات اور کتابوں میں علامہ اقبال کے اشعار کثرت سے ملتے ہیں۔ حضرت لقمان کی حیثیت جو عربوں میں تھی وہی حیثیت ہمارے ہاں علامہ کی ہے۔ کلام اقبال قرآن حکیم سے ہی ماخوذ ہے۔ شکوہ نظم کے بعض اشعار کی وجہ سے علماء نے علامہ اقبال پر تنقید کی تھی جس پر علامہ اقبال نے جواب شکوہ والی نظم لکھی۔ انہوں نے اس میں قرآن وحدیث کے مطابق وہ ساری باتیں اور مسلمانوں کے سارے مسائل کا ذکر کیا ہے جو آج تنظیم اسلامی کا موضوع ہے۔ علامہ نے 1913ء میں کہا تھا کہ اسلام کا غلبہ ہوگا اور دنیا میں نظام خلافت قائم ہوگا۔ حالانکہ خلافت کا نام کسی اور نے نہیں لیا بلکہ صرف علامہ نے لیا۔ علامہ کے اسی شعر کی وجہ سے مسلمانوں نے ہندوستان میں ''تحریک خلافت'' کے نام سے ایک مثالی تحریک چلائی۔ علامہ نے اشعار کے ذریعے مسلمانوں میں خلافت کے احیاء کا جذبہ پیدا کیا۔ علامہ نے قرآن وسنت کی روشنی میں یہ کہا کہ دنیا میں اسلام غالب ہوگا۔ اسی وجہ سے مغرب علامہ اقبال کے فکر کو مسلمانوں سے نکالنے کے درپے ہے۔ علامہ نے شکوہ کے ذریعے لوگوں کو اللہ سے مانگنے کا جذبہ پیدا کیا۔ انہوں نے یہ نظمیں مسلمانوں کو جگانے کے لیے لکھیں۔ ان میں احیائے اسلام کا کام کرنا ہوگا۔ علامہ کا احساس تھا ہر مسلمان میں جذبہ پیدا ہو۔ ہمارے ذہنوں میں شعائر اغیار بیٹھا ہوا ہے ہمیں محمد ﷺ کی سنت سے دلچسپی نہیں رہی۔ علامہ کے مطابق آج کا مسلمان قرآن کو چھوڑنے کی وجہ سے خوار ہے۔

ہمہ گیر احیائی عمل اور تنظیم اسلامی.....شجاع الدین شیخ

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی کے امیر شجاع الدین شیخ نے کہا کہ ہمیں اللہ نے جو دین عطا فرمایا ہے وہ ایک مکمل نظام زندگی ہے۔ اس کو تمام انبیاء کے ذریعے عطا فرمایا اور اس کی تکمیل محمد رسول اللہ ﷺ نے کی۔ پھر صحابہ کرامؓ نے اس تسلسل کو آگے بڑھایا۔ بیسویں صدی سے پہلے مسلمانوں پر مغربی استعمار کا تسلط ہو گیا تھا یعنی جب اسلام بطور دین ایک نظام زمین بوس ہوا تو اس موقع پر مسلمانوں میں دین کے احیاء کا تصور پیدا ہوا۔ اور اسلام کے احیاء کی تحریکیں اٹھیں۔ پہلے ابوالکلام آزاد نے حکومت الٰہیہ کا نعرہ لگا کر اس کام کو شروع کیا۔ اس کے بعد مولانا مودودی نے اس کام کو شروع کیا کہ ایک ٹھیٹھ اسلامی جماعت قائم کر کے اسلام کے احیاء کا کام کیا جائے۔ اور اس دین کو نافذ کیا جائے۔ انہوں نے جماعت اسلامی قائم کی۔ لیکن پھر انہوں نے اپنی پالیسی میں تبدیلی کر کے انتخابی سیاست میں حصہ لے لیا۔ اور اپنے اصل موقف سے پیچھے ہٹ گئے تو پھر ہم نے اس کام کو شروع کیا۔ لہٰذا ہم نے کسی مسلک کی بنیاد پر اس جماعت کو نہیں بنایا۔ بانی محترم فرماتے تھے کہ ہمارا حلیہ تبلیغی جماعت والا، ہماری فکر جماعت اسلامی والی اور ہمارا جوش وجذبہ اخوان المسلمون والا ہونا چاہیے۔

مطالعہ حدیث.....ڈاکٹر الیاس، نعمان اصغر

نماز ظہر کے بعد ناظم تربیت حلقہ کراچی جنوبی ڈاکٹر الیاس نے ''نماز میں خشوع وخضوع'' کے موضوع پر درس حدیث دیتے ہوئے کہا کہ خشوع وخضوع والی نمازیں ہمارے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں۔ اقامت دین کی جدوجہد کرنے والے مومنین کو اصل قوت نماز سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ نماز کے اندر خشوع وخضوع کے ذریعے اللہ سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اللہ کے ہاں اصل مقبول ترین نماز خشوع وخضوع والی نماز ہے۔

اس کے بعد کھانے اور آرام کا وقفہ ہوا۔

نماز عصر کے بعد نائب امیر حلقہ فیصل آباد نعمان اصغر نے ''صلہ رحمی'' کے موضوع پر درس حدیث دیتے ہوئے کہا کہ قرآن وحدیث میں صلہ رحمی کا تاکیدی حکم آیا ہے۔ جو لوگ قطع رحمی کرتے ہیں قرآن میں ان کو گمراہ کہا گیا ہے۔ فاسقین کی یہ نشانی ہے کہ وہ رحمی رشتوں کو توڑتے ہیں۔ جو بدسلوکی کرتا ہے اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہی اصل صلۂ رحمی ہے۔ قطع تعلق رکھنے والے کو دنیا اور آخرت میں سزا ملتی ہے۔ لیکن جو صلہ رحمی کرتا ہے اس کے رزق اور عمر میں برکت ہوتی ہے اور قیامت کے دن حساب آسان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے جو آدمی رشتوں کو جوڑتا ہے میں اس سے جڑتا ہوں۔

آنے والے دور کی ایک تصویر: احادیث نبویہؐ کی روشنی میں.....خالد محمود عباسی

نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان خالد محمود عباسی نے اپنے خطاب میں کہا کہ بانی محترم 90 کی دہائی میں مستقبل کی جن احادیث کا حوالہ دیتے تھے لگتا ہے کہ وہ مرحلہ آچکا ہے۔ اس وقت ساری دنیا تہیہ کر کے بیٹھی ہے کہ محمد ﷺ کے نظام یعنی خلافت کے نظام کو نہیں آنے دینا۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے اپنی احادیث میں بتایا ہے کہ آخری دور میں اسلام پوری دنیا پر غالب ہوگا اور نظام خلافت قائم ہوگا۔ ان احادیث کو ماننا اور انہیں یاد کرنا ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔ اللہ اپنے دین کو غالب کرے گا۔ اللہ نے ہم سے خلافت کا وعدہ کیا ہے لیکن اس کے لیے دو شرطیں ہیں یعنی ایمان اور عمل صالح۔ اب خلافت گلوبل ہونی ہے اور یہ وعدہ ابھی پورا ہونا ہے۔ آج کے جدید دانشور کہتے ہیں کہ ان احادیث کے بارے میں جو پیشین گوئیاں ہیں وہ مکمل ہو چکی ہیں لیکن وہ سفید جھوٹ بولتے ہیں۔ دشمن کا اندیشہ یہی ہے کہ مسلمان کہیں دنیا میں خلافت نہ قائم کر دیں اب جو خلافت آئے گی اس کے لیے بہت محنتیں اور کوششیں کرنی ہوں گی آج کے دور میں دو امکانات ہیں۔ ایک اگر ہم نکمے ثابت ہوئے تو اللہ تعالیٰ دوسری قوم کو لے آئے گا۔ دوسرا یہ کہ اسی قوم کو اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دے دے۔ اور اسی کے ذریعے اپنے دین کا بول بالا کر دے۔

بیعت مسنونہ

اس کے بعد بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔ نئے شامل ہونے والے رفقاء نے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس دوران پنڈال میں موجود تمام رفقاء نے بھی امیر محترم کے ساتھ بیعت کے الفاظ دہرائے۔

بیعت مسنونہ کے بعد نماز مغرب ادا کی گئی۔

مطالعہ حدیث.....ممتاز بخت

مغرب کی نماز کے بعد نائب ناظم حلقہ مالاکنڈ ممتاز بخت نے ''حقوق العباد'' کے موضوع پر درس حدیث دیا۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح شرک بہت بڑا ظلم ہے جسے اللہ معاف نہیں کرے گا اسی طرح دوسرے کا حق مارنا بھی ظلم ہے۔ اس کی معافی کے لیے انسان کو آخرت میں اپنی نیکیوں کا فدیہ دینا پڑے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ایسے شخص کو سب سے بڑا مفلس قرار دیا ہے۔

ویڈیو پروگرام.....بانی محترمؒ

مطالعہ حدیث کے بعد بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا ''فلاح انسانیت کے تقاضے'' کے موضوع پر ویڈیو خطاب دکھایا گیا۔ اس خطاب میں بانی محترم نے کامیابی کا موجودہ تصور اور اسلامی تصور پر روشنی ڈالی۔

مطالعہ حدیث............طاہر سلیم مغل

عشاء کی نماز کے بعد ناظم حلقہ آزاد کشمیر طاہر سلیم مغل نے ''ذکر الٰہی'' کے موضوع پر درس حدیث دیتے ہوئے کہا کہ ذکر الٰہی سے ایمان کی تجدید ہوتی ہے۔ بانی محترم فرماتے تھے کہ قرآن الذکر ہے، نماز بھی ذکر کی بہترین شکل ہے، اس کے علاوہ مسنون دعائیں اور اوراد بھی ذکر میں شامل ہیں۔ انہوں نے احادیث کے ذریعے ذکر باللسان کی اہمیت کو واضح کیا۔

اتوار 26 نومبر 2017ء

درس قرآن مجید.............عبدالسلام عمر

فجر کی نماز کے بعد ناظم تربیت حلقہ بلوچستان عبدالسلام عمر نے ''مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللّٰہ'' کے موضوع پر درس قرآن مجید دیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے ہمیں اس دنیا میں آزمائش کے لیے بھیجا ہے۔ اس نے جان ومال دیا تاکہ ہم اللہ کی مرضی کے مطابق

اس دنیا میں آزمائش کے لیے بھیجا ہے۔ اس نے جان ومال دیا تاکہ ہم اللہ کی مرضی کے مطابق ان کو استعمال میں لائیں۔ انفاق فی سبیل اللہ کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کریں۔ یعنی اللہ کے دین نشرو اشاعت اور اس کو قائم کرنے کی جدوجہد میں خرچ کریں تاکہ اللہ کا دین دنیا میں سربلند ہوجائے۔ آج شیطانی قوتیں طاغوتی نظام کے لیے بہت مال خرچ کر رہی ہیں جس کی وجہ سے دنیا میں شیطانی تہذیب مسلط ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ ایمان کے بعد پہلی سیڑھی ہے اور اس کے ذریعے سے انسان اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے لیکن اس کے لیے انسان کو علائق دنیوی سے جان چھڑانی ہوگی۔ انفاق سے نفاق کا علاج ہوتا ہے اور انسان ہلاکت سے بچتا ہے۔

درس قرآن کے بعد ناشتے کا وقفہ ہوا۔

بے خدا تہذیب کے اثرات ....رشید ارشد

ناشتے کے بعد قرآن اکیڈمی لاہور کے استاد رشید ارشد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ چار پانچ سو سال سے اس دنیا کی تشکیل مغرب نے کی ہے، لہٰذا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں مغرب کے اثرات سے بچا ہوا ہوں۔ سائنس، روشن خیالی اور جمہوریت جیسے عوامل نے لوگوں میں اثرات مرتب کیے۔ بانی محترم فرمایا کرتے تھے کہ مغرب نے جو آج دنیا تشکیل دی ہے اس کے مطابق خدا کی بجائے کائنات، روح کی بجائے جسم اور حیات اخروی کی بجائے حیات دنیوی پر توجہ فوکس ہوگئی ہے یعنی تین چیزوں کے مقابلے میں تین چیزیں آگئیں۔ آج مغرب کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ اس نے ہمارے اعمال کے اندر اثرات پیدا کر دیے۔ یعنی ہماری طبیعتیں بدل گئیں۔ لبرل ازم اور سیکولرازم کے ذریعے مغرب دنیا سے مذہب کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ آج ہمیں مغرب کے ان اثرات سے بچنے کے لیے نبی اکرم ﷺ کا دامن تھامنا ہوگا اور آپ ﷺ سے محبت والا شخصی تعلق قائم کرنا ہوگا۔

مجھے ہے حکم اذاں: سیاسی منظرنامہ..........ایوب بیگ مرزا

ناظم نشرواشاعت مرزا ایوب بیگ نے سیاسی منظر نامہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں پانامہ کیس کے حوالے سے سپریم کورٹ نے وزیراعظم نواز شریف کو نااہل قرار دیا جس پر انہوں نے اس فیصلے کو سازش قرار دے کر ماننے سے انکار کر دیا۔ اور ججوں کی ذات پر الزامات لگانے شروع کر دیے۔ ہمارے سیاستدان اگرچہ جمہوریت کی مالا ہر دم جپتے رہتے ہیں لیکن جمہوریت ہوتی کیا ہے اس سے یا تو مکمل طور پر بے خبر ہیں یا جان بوجھ کر جمہوریت کی مٹی پلید کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے ہمارے سیاستدانوں کا رویہ جمہوریت دشمن رویہ ہے اور وہ اس حوالے سے نابالغ اور نااہل ثابت ہو رہے ہیں۔ دوسری طرف دینی جماعتوں خاص طور پر جماعت اسلامی اور جے یو آئی نے ایک دفعہ پھر ایم ایم اے کی بحالی کا اعلان کیا ہے۔ لیکن جماعت اسلامی پی ٹی آئی کی اتحادی اور جے یو آئی مسلم لیگ ن کی اتحادی ہے۔ پی ٹی آئی اور مسلم لیگ ن کا اختلاف دشمنی کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ ایسی صورت حال میں ایم ایم اے کی کامیابی بہت مشکل نظر آتی ہے۔

تنظیم اسلامی: پیش رفت کا ایک جائزہ..........اظہر بختیار خلجی

ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی نے تنظیم اسلامی کی موجودہ پیش رفت کا جائزہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت کل رفقاء کی تعداد 10647 ہے جس میں 70 فیصد مبتدی اور 22 فیصد ملتزم رفقاء ہیں۔ انفاق کرنے والے رفقاء میں 27 فیصد مبتدی اور 71 فیصد ملتزم ہیں۔ اس سال کے دوران 368 رفقاء تربیتی کورس سے گزرے ہیں۔ پورے ملک میں اس وقت 139 تنظیم ہیں اور نقباء کی تعداد 747 ہے۔ ان میں سے 506 نقباء کورس کر چکے ہیں۔ اسرے کے اجتماعات میں 13 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ 522 حلقہ قرآنی قائم ہیں۔ فہم دین کورس میں نو فیصد اضافہ ہوا ہے۔ تربیتی کورس کے انعقاد میں سات فیصد بہتری آئی ہے۔ ندائے خلافت کے اجراء میں چھ فیصد بہتری آئی ہے۔

اختتامی خطاب......امیر محترم

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ اس وقت عالمی حالات جس نہج پر پہنچ چکے ہیں خاص طور پر عرب ممالک میں جو انتشار کی کیفیت ہے۔ بانی محترم فرماتے تھے کہ اب حالات تیسری عالمگیر جنگ کی طرف جا رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں عربوں پر اللہ کی طرف سے عذاب آئے گا کیونکہ وہ اُمت مسلمہ میں سب سے بڑے مجرم ہیں جنہوں نے اللہ کے دین کو نافذ نہیں کیا بلکہ بادشاہت کو فروغ دیا۔ ایک زمانے میں بانی محترم کا یہ پسندیدہ موضوع ہوتا تھا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث کی روشنی میں آخری دور کے واقعات مثلاً حضرت مہدی کا ظہور، دجال اور حضرت عیسیٰؑ کا دوبارہ دنیا میں نزول وغیرہ کے بارے میں بتاتے ہیں۔ وہ واقعات رونما ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے مطابق عرب میں حضرت مہدی کی حکومت کو مضبوط کرنے کے لیے خراسان سے لشکر جائیں گے۔ بانی محترم فرماتے تھے کہ پاکستان اور افغانستان مل کر ایک یونٹ بنیں گے اور پھر ایک خراسان کی ریاست وجود میں آئے گی جس پر اسلامی حکومت قائم ہوگی۔ افغانستان میں طالبان کی کامیابیاں اس پیشین گوئی کو درست ثابت کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں ہم ابھی اپنی منزل سے فاصلے پر ہیں لیکن اگر ہم خلوص کے ساتھ جدوجہد کرتے رہیں گے تو اللہ کے ہاں ضرور کامیاب ہوں گے۔ ہمارے لیے ایک اعتبار سے بشارت ضرور ہے کہ ہم اس لشکر کا حصہ ہیں جس کی کوششوں اور کاوشوں کے نتیجے میں اللہ کا دین قائم اور غالب ہوگا۔

آخر میں امیر محترم نے بیماروں اور فوت شدگان کے لیے دعا کروائی اور پھر اجتماع کا اختتام ہوا۔

رفقاء متوجہ ہوں
ان شاء اللہ

"67-A علامہ اقبال روڈ مرکز گڑھی شاہو، لاہور" میں
24 تا 30 دسمبر 2017ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ رفقاء ان موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

29 تا 31 دسمبر 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)
کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور
امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0333-4562037

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

Vol: 26 Regd. No. C.P.L NO.114 No.47

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

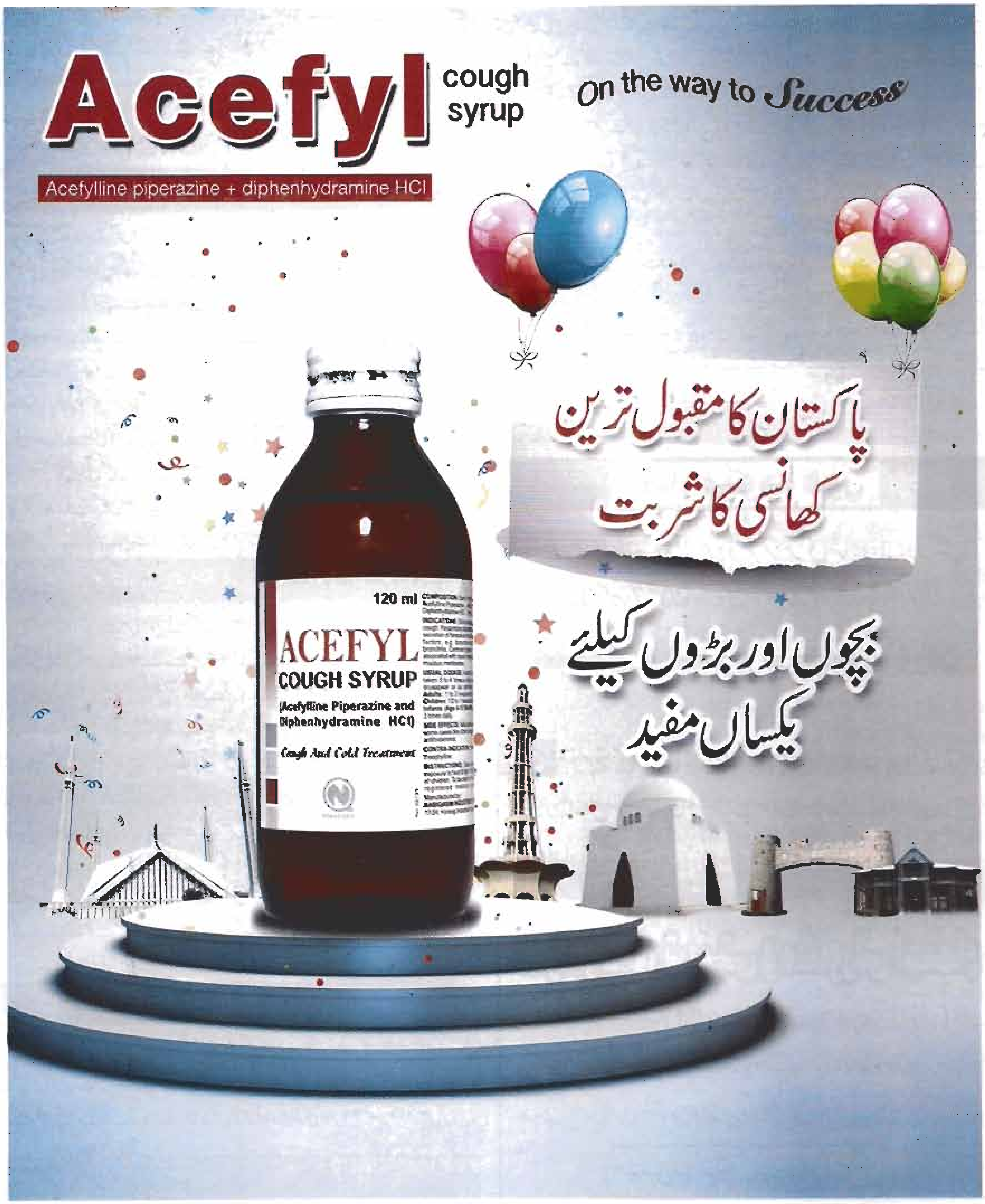

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your Health our Devotion